ویاکھیا کار

سوامی ویدانند (دیانند) تیرتھ

پُستک مِلنے کا پتہ

(۱) سوامی ویدانند تیرتھ

آریہ سماج۔ ڈنگہ۔ ضلع گجرات

(۲) سوامی ویدانند تیرتھ

گرُدت بھون ۔ لاہور

(۳) ادھشٹاتا۔

شری چموپتی ساہتیہ وبھاگ

آریہ پرتی ندھی سبھا

گرُدت بھون ۔ لاہور

(قیمت ۳)

اوم

رموزِ معرفت

یعنی

ایش اُپنشد

کی

ویاکھیا

لیکھک

سوامی ویدانند تیرتھ

پرکاشک

سوامی ویدانند تیرتھ

گرودت بھون - لاہور

اوم

"آریہ ویر" کے سمپادک کے بار بار کہنے پر میں نے "آریہ ویر" میں ایش اُپنشد کی ویاکھیا اُردو میں لکھ کر شائع کرائی تھی۔ وہ جگیاسو لوگوں کو بہت پسند آئی۔ اور مجھ سے تقاضا ہونے لگا۔ کہ میں اسے کتابی شکل دوں۔ میرا جواب یہ تھا۔ کہ اُس اُپنشد پر میں نے ایک وسترت ویاکھیا آریہ بھاشا میں "آتم اُپنشد" کے نام سے لکھی ہے۔ وقت آنے پر اسے ہی پرکاشت کرا دونگا۔ لیکن لوگوں کا اصرار بنا رہا۔ موجودہ کتابی صورت اس اصرار کا نتیجہ ہے۔

یہ کام شاید اتنی جلدی سرانجام نہ پا سکتا۔ اگر جگراؤں کے شریمان بلاسا مل سلطانی مل فرم کے مالک شریمان لالہ امر چند جی گپت اداریتا پوروک ایک سو روپے نہ دیتے۔ میں ان کا اس اداریتا کے لئے بہت دھنیواد کرتا ہوں۔

برہم جگیاسوؤں کا سیوک
سوامی ویدانند تیرتھ

ا۔ چیت شکلا سمت ۱۹۹۷ بکرمی
۱۱۶ دیانندی

اوم

ایش اُپنشد

سب جگہ موجود حاکم کل

ओ३म । ईशावास्यमिदंँसर्वं यत्किंच जगत्यां जगत् ।
तेन त्यक्तेन भुञ्जीथा मा गृधः कस्यस्विद्धनम् ॥१॥

لفظی ترجمہ۔ यत जو च کچھ किम اس जगत्याम حرکت کرنیوالے سنسار میں جगत حرکت کرتا ہے। इदम् یہ सर्वम् سب ईशा ایشور سے حاکم کل سے आवास्यम सب طرف سے ڈھکا ہوا اور بسا ہوا ہے तेन اس مالک کے त्यक्तेन دیئے ہوئے کا भुञ्जीथाः تو بھوگ کر मा مت गृधः لالچ کر धनम दھن कस्य+स्वित کس کا ہے؟ ارتھات کسی کا نہیں ہے۔ یا کسی کے कस्य+स्वित धनम دھن کا मा مت गृधः لالچ کر +

یجروید کے چالیسویں ادھیاۓ اور ایش اُپنشد میں بہت تھوڑا فرق ہے۔ ایش اُپنشد میں کوشش سے برہم ودیا کو سمجھانے کیلئے کچھ تھوڑی سی ایزادی اپنی طرف سے کی ہے۔ یہ ایش اُپنشد سارے اُپنشدوں کا مول ہے۔ اُپنشد برہم ودیا کا بھنڈار مانے جاتے ہیں۔ سب اُپنشدوں کا مول ہونے سے یہ اُپنشد برہم ودیا کا مول سدھ ہوتی ہے +

جو لوگ یہ کہا کرتے ہیں کہ ویدوں میں صرف کرم کا ہی ہے۔ اگر یجروید تو ہے ہی یگیوں [illegible] کا گرنتھ۔ ان کے مت کی یہ اُپنشد بازبردست

تردیا ہے۔ کیونکہ یہ برہم وِدیا کا اُپدیش کرتی ہے ۔

یجر وید میں مختلف قسم کے کرموں کا بیان کرنے کے بعد انتالیسویں ادھیائے میں موت اور انتیشٹی کرم کا ورنن کیا ہے۔ جب کسی کی موت ہوتی ہے۔ تو اس کی ارتھی جنازہ کے ساتھ جانیوالوں کے من میں دُنیا کی بے ثباتی کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ سوچتے ہیں۔ کہ کل تک جو آدمی اُچھل کود رہا تھا۔ جو حکومت کر رہا تھا۔ جو اپنے اعزا و اقربا کی دیکھ بھال کا سامان مہیا کر رہا تھا۔ آج اسے کیا ہو گیا ہے ؟ آج تو وہ اپنے آپ حرکت بھی نہیں کر سکتا۔ اچانک ہی ان کے دل میں پرماتما کی بے حد طاقت اور اننت شکتی کا احساس ہوتا ہے اور وہ کہہ اُٹھتے ہیں۔ ईशावास्यमिदं सर्वम यہ سنسار ایشور سے ویاپت ہے۔ اُنہیں ایشور حاکم کی صورت میں معلوم دیتا ہے۔ ایسا حاکم جو دُنیا کے اندر باہر سب جگہ موجود ہے۔ کوئی کال اور کوئی ستھان ایسا نہیں۔ جب اور جہاں وہ موجود نہ ہو۔ انہیں دُنیا کے ذرّے ذرّے میں اُس مالک کُل کی ہستی۔ زبردست طاقت اور فرمان کا بھان ہونے لگتا ہے۔ دُنیا ساری متحرک ہے لگاتار حرکت کر رہی ہے۔ لیکن اس حرکت میں بھی انہیں ایشوری سنکیت۔ پرماتما کا قانون کام کرتا دکھائی دیتا ہے۔ وہ محسوس کرتے ہیں۔ کہ جڑ غیر مدرک مادہ میں اپنے آپ حرکت پیدا نہیں ہو سکتی۔ اس کو حرکت دینے والا کوئی اور ہونا چاہیئے۔ جو چیتن اور مدرک ہو۔ اور ساتھ ہی سب جگہ اندر سب پر حاوی ہو ۔

دُنیا کے پدارتھوں پر ایک نگاہ ڈالیے۔ زمین حرکت کرتی ہے۔ چاند حرکت کرتا ہے۔ سورج متحرک ہے۔ جیو آتما بھی حرکت کرتا ہے۔ محدود۔ محدود العقل اور محدود ذرائع والا ہونے سے اپنی دلپسند اشیاء کو حاصل کرنے کے لئے اسے حرکت کرنی پڑتی ہے۔ غرضیکہ کیا جڑ اور کیا چیتن سبھی حرکت میں ہیں۔ وچارشیل سجن کو یہ محسوس ہونے لگتا ہے۔ کہ ان تمام اشیا کے اندر

وہ بھگوان ویاپک ہے۔ وہ ان کے اندر بھی ہے۔ اَندر باہر بھی۔ اَور ساتھ ہی ان پر حکومت بھی کرتا ہے۔ ان کو طریقہ سے۔ ایک خاص قاعدہ سے چلا رہا ہے۔

جب سادھک کو یہ انوبھو ہونے لگتا ہے۔ کہ یہ سب پرماتما کی ملکیت ہے۔ تو پھر وہ اس دُنیا پر اپنا دعوےٰ چھوڑ دیتا ہے۔ اَور اپنے آپ کو پرماتما کے بھروسے چھوڑ دیتا ہے۔ وہ ماننے لگتا ہے۔ کہ پرماتما سب کے بھوگ کے مطابق دیتا ہی ہے۔ اَور بھوگ سے زیادہ کسی کو ملتا نہیں۔ تو میں کیں واسطے بد دیانتی بے ایمانی۔ ظلم اَور تعدّی سے کام لوں۔ وہ پرشارتھ کرتا ہے لیکن نتیجہ سے بے پرواہ ہوتا ہے۔ جب اسے یقین ہو جاتا ہے۔ کہ اپنا بھوگ اسے ضرور بالضرور ملے گا ہی۔ تو پھر اس میں لالچ کی ماترا بھی نہیں رہتی۔ کسی کے دھن کو چھیننے یا ناجائز طور پر اس پر قبضہ کرنے کا خیال تک چھوڑ دیتا ہے۔

'دھن، شبد کے معنی دولت۔ یا سامان زندگی ہوتا ہے۔ اگر ایک طرف روپے پیسے اور جائداد ہو اور دُوسری طرف اپنے جسم کا سوال ہو۔ تو قدرتی طور پر انسان جائداد سے دست بردار ہو کر بھی اپنی زندگی بچانے کی کوشش کرتا ہے اس کا مطلب یہ ہُوا۔ کہ جسم یا زندگی پرانی کا بیش قیمت دھن ہے۔ اس سدھانت کے انوسار منتر کے آخری ٹکڑے کا یہ ارتھ بھی ہوتا ہے۔ کہ کسی پرانی کے جیون دھن کی خواہش مت کر۔ ارتھات کسی کی جان مت لے۔ دوسرے الفاظ میں اس ٹکڑے سے 'اہنسا، کا اُپدیش ملتا ہے۔ یعنی سادھک کو تیگیا سے کو یہ ہم دڑیا کی وادی میں قائم رکھنے سے پہلے پکا آستک اور اہنسک بننا چاہیئے۔

مختصر طور سے اس منتر میں مندرجہ ذیل باتوں کا اشارہ کیا گیا ہے:۔

(۱) اس دُنیا کی تمام اشیا متحرک ہیں۔

(۲) پرماتما ان سب کے اندر اَور باہر ویاپک ہے۔

(۳) تمام جڑ چیتن پرماتما کے اختیار میں ہے۔ وہ ان سب کا مالک ہے۔

(۴) وہ سب کو ان کے بھوگ کے مطابق دیتا ہے۔ اس واسطے انسان کو لازم ہے کہ اس پر ہی گذارہ کرنا چاہیئے۔

(۵) دوسروں کے دھن دولت کا لالچ نہیں کرنا چاہیئے۔

(۶) کسی پرانی کی ہتیا نہیں کرنی چاہیئے۔

کرم کرنے کا آدیش - آتم سمرن

ओ३म् । कुर्वन्नेवेह कर्माणि जिजीविषेच्छतꣳ समाः ।
एवं त्वयि नान्यथेतोऽस्ति न कर्म लिप्यते नरे ॥२॥

شبدارتھ:- इह اس سنسار میں कर्माणि کرموں کو कुर्वन् کرتا ہوا एव ہی انسان शतम् سو । समाः برس जिजीविषेत् جینے کی خواہش کرے۔ एवम् । اس طرح त्वयि تجھ । नरे । نر- منش میں । कर्म کرم न نہیں लिप्यते لپٹا ہوتا । इतः । اس سے अन्यथा دوسرا طریقہ । न نہیں । अस्ति ہے۔

برہم ودیا کا اصل اصول پہلے منتر میں مجمل طور سے بیان کر دیا گیا ہے۔ اگلے منتر اس کی تشریح اور توضیح ہیں۔ سچ پوچھو تو پہلے منتر کا بھی اتنا ہی حصہ ईशावास्यमिदꣳ सर्वम् (یہ سب کچھ ایشور سے ویاپت ہے) برہم ودیا کا سارا تتو ہے۔ جس منش کو یہ یقین ہو جائے گا کہ اس تمام دنیا کے اندر ایشور ہے۔ وہ پاپ کیسے کریگا۔ برہم ودیا کا مقصد پر ایشور کی سروویاپکتا کا گیان کرانا ہے۔ اس ٹکڑے میں اس بات کو عام فہم اور صاف الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ اس ٹکڑے میں دو الفاظ آئے ہیں۔ इदं सर्वम् یہ سب۔ ان کی ویاکھیا ہے۔ यत्किञ्च जगत्यां जगत् جو کچھ اس متحرک دنیا میں حرکت کر رہا ہے۔ یعنی تمام ذی روح اور غیر ذی روح۔

پہلے منتر کے دوسرے حصہ میں اپدیش ہے۔

ناممکن ہے۔ اسی طرح کسی غیر مرغوب ناپسندیدہ شے کو دُور کرنے کے لئے بھی فعل۔ کرم۔ چیشٹا لازمی ہے۔ بغیر چیشٹا کے کیسے کسی چیز کو دُور کیا جا سکتا ہے۔

جیو الپگیہ۔ کم علم ہے۔ کم طاقت ہے۔ اس واسطے اس کی خواہشات کا خاتمہ ہوتا نظر نہیں آتا۔ ویدمیں بھگوان نے کہا ہے۔ पुलुकामो हि मर्त्यः جیو میں بےشمار خواہشات ہیں۔ ان خواہشات کو پورا کرنے کے لئے جیو کو کرم کرنے پڑتے ہیں۔ خواہشات بھلی بھی ہو سکتی ہیں۔ اور بُری بھی۔ تیاگ۔ اپکار۔ سنسار ہت کی بھاؤنا اور اچھیا سے پریرت ہو کر جو کرم کئے جاتے ہیں۔ یہ سب کام ضرور ہی بھلے ہوتے ہیں۔ کینہ۔ غصہ۔ بدلہ۔ دوسرے کو نقصان پہنچانے کے گمان سے جو کام کئے جاتے ہیں۔ ان کاموں کے ناقص ہونے میں کسی کو بھی شک نہیں ہوتا۔ کرموں کے نیک و بد ہونے کا فیصلہ ایسا آسان نہیں۔ جیسا کہ عوام سمجھتے ہیں۔ گیتا میں کہا گیا ہے۔

किं कर्म किमकर्मेति कवयोऽप्यत्र मोहिताः ।

کونسا فعل کرم کرنے کے لائق ہے۔ اس کے بارے میں بڑے بڑے عالم فاضل بھی حیران ہیں۔ مثال کے طور پر عورت کا قتل دھرم شاستروں میں ممنوع ہے۔ لیکن اگر وہ ظلم اور تعدّی کرنے والی ہو۔ تو اُسے مارنے میں کوئی ہرج نہیں۔ ایسے موقعوں پر کرم کیا کرتو یہ کا فیصلہ آسان کام نہیں ہے۔ کرم کی ان تین حالتوں میں ستیہ نہ کرنا۔ وید نے ممنوع قرار دیا ہے۔ کیونکہ جب انسان نے غیر کرم کرنے کا ودھان کر دیا۔ تو نہ کرنا خود بخود ممنوع ہو گیا۔ اب دو حالتیں کرنا اور اُلٹا کرنا رہ جاتی ہیں۔ پہلے منتر کے انت میں मा गृधः कस्यस्विद्धनम् میں ہنسا اور لالچ کی ممانعت کر دی ہے۔ ہنسا۔ ایذا رسانی سب پاپوں اور برائیوں کی جڑ

ہے۔ آپ کسی بھی بدفعل۔ بُرے کرم کی ماہیت پر غور کیجیے۔ آپ کو اس میں ایذا رسانی ضرور دکھائی دیگی۔ چوری میں ایذا رسانی موجود ہے۔ کسی کے ساتھ زنا با لجبر کرنے میں ایذا رسانی کے متعلق کسی کو شُبہ ہو ہی نہیں سکتا جب ایک انسان اپنی ضروریات سے زائد فالتو سامان جمع کرنے لگتا ہے تو وہ دوسرے لوگوں کے لئے مُوجب تکلیف بنتا ہے۔ غرضیکہ کسی بھی بدی کے متعلق سوچیں تو اسمیں ایذا رسانی۔ دُکھ دینا ارادتاً یا بلا ارادہ آپ کو نظر آئیگا۔ لالچ بڑی بلا ہے۔ لوبھ پاپوں کا مُول ہے۔ اس طرح بھگوان نے زبردست عیبوں اُلٹے کرموں۔ وکرموں विकर्मों کی ممانعت کر کے تمام برائیوں اور عیبوں کی ممانعت کر دی ہے۔ باقی رہ گئے کرم۔ کرم کے معنے اب ہوئے نیک کرم۔ اس واسطے منتر کے پہلے حصے کا مطلب نکلا۔ "انسان کرم یعنی شُبھ کرم۔ نیک افعال کرتا ہوا ہی سو برس یعنی عمر طبعی جینے کی خواہش کرے۔"

منتر کے اس پہلے حصے پر غور کریں۔ تو مندرجہ ذیل اُپدیش اس سے ملتے ہیں:۔

(۱) انسان کی عمر طبعی سو برس ہے۔ یعنی اوسط عمر سو برس ہے۔

(۲) سو برس یعنی ساری عمر کرم کرتے رہنا چاہیے۔ اس اُپدیش کو مد نظر رکھ کر دھرم شاستر میں اُپدیش ہے न हि जातु क्षणमपि کوئی جاندار ایک لمحہ کے لئے بھی بغیر حرکت کے نہیں رہ سکتا ہے۔ कश्चित्तिष्ठत्यकर्मकृत्

(۳) کرم لازمی طور سے شُبھ ہونے چاہئیں۔

(۴) شُبھ کرم کرنے کے لئے دُوسرے جنم۔ دوسرے دن یا دوسرے لمحہ کی انتظار نہیں کرنی چاہیئے۔ کین اُپنشد میں آیا ہے:۔

इह चेदवेदीदथ सत्यमस्ति اگر اسی وقت جان لیا تو ٹھیک ہے۔

جیسا ہم اوپر بیان کر آئے ہیں: نہ کرنا اور اُلٹا کرنا، وید نے ممنوع
قرار دیا ہے۔ اور کرم جیو کا خاصہ ہے۔ تب کرم کرتے ہوئے جینے کی خواہش
کے معنے ہیں، کرم کو فرض سمجھ کر، اپنا قاعدہ سمجھ کر کرنا یا فرض فرض دیتا ہے؟
جب کرم کو کرتویہ یا فرض سمجھ کر کیا جاتا ہے۔ تو کرم کرنے کی اچھا یا خواہش
میں سوارتھ خود غرضی کا لوپ ہو جاتا ہے۔ ارتھات کرم کرنے کی اچھا نشکام کرم کرنے کی اچھا میں
تبدیل ہو جاتی ہے۔ خواہش کا نتیجہ بندھن ہے، قید ہے۔ قید کو کوئی
بھی پسند نہیں کرتا۔ ہر ہم دنیا کا نتیجہ قید ہے۔ سنسار بندھن سے،
جنم مرن کے بندھن سے رہائی ہونا چاہیئے۔ کرم کو سبھی بندھن کا کارن
بیان کرتے ہیں۔ لیکن اگر کرم کرتے ہوئے سوارتھ کی بھاونا نہ ہو۔ تو
وہ کرم نشکام ہونے سے مکتی کا سادھن بن جاتا ہے۔ اس واسطے وید
نے ارشاد فرمایا ہے — एवं [illegible] नरे कर्म न लिप्यते اس طرح تجھ منش میں
کرم لپت نہیں ہوتا۔ جب کرم کے نتیجہ سے بے پرواہ ہو کر اسے فرض
سمجھ کر کیا جائے۔ تب کرم بندھن کا کارن نہیں رہتا۔ کیونکہ جب کسی نتیجہ
کو مدنظر رکھ کر کرم کیا جاتا ہے۔ تب کامنا خواہش پھل کی بھاونا ساتھ
رہتی ہے۔ اور وہ کرم سکام (सकाम) بن جاتا ہے۔ جب کسی
کامنا کو مدنظر رکھ کر کرم کیا جاتا ہے۔ تب وہ کامنا ہی لکش مقصود ہوتی
ہے۔ اس کے حصول کے لئے، سدھی کے لئے منش جائز ناجائز طریقوں
کو برتنے سے بھی پرہیز نہیں کرتا۔ لیکن اس کے برعکس جب منش کسی کرم
کو اس واسطے کرتا ہے۔ کہ یہ فرض ہے۔ تب اس کا سیدھا سا لکش ـ
اُدیش فرض کی ادائیگی ہوتی ہے۔ اس واسطے وہ فرض کو مدنظر رکھ کر
دیانتداری سے اسے پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور پھر اس کرم
کا جو کچھ بھی نتیجہ نکلے۔ اس کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ جسطرح مالک
کے حکم پر کام کرنے والا نوکر کام کے نتیجے سے بے پرواہ ہوتا ہے۔ وہ مالک

کا حکم بجا لانا ہی اپنا فرض سمجھتا ہے۔ اسی طرح جب بھگت اپنے آپ کو
بھگوان کے حوالے کر کے اپنے آپ کو اس کا ہتھیار سمجھ لیتا ہے۔ تب وہ جو
کچھ بھی کرتا ہے۔ مالک کا حکم بجا لانے کے لئے کرتا ہے۔ اپنے لئے کچھ نہیں
کرتا۔ کیونکہ ہتھیار کی اپنی کوئی خواہش نہیں ہوتی۔ اپنے آپ کو بھگوان کا
ہتھیار بنانا سہل کام نہیں ہے۔ خودی اور خود نمائی کو مار کر اپنے آپ کو
بھگوان کے سمرپن کر دینے کے بعد یہ بھاؤ تا پیدا ہو سکتی ہے۔ پہلے منتر
میں بھگوان کے دیئے ہوئے کو بھوگ کرو۔ اپدیش کا مطلب بھی یہ
ہے۔ کہ خودی کو چھوڑ دو۔ اسی منتر میں یہ اپدیش بھی ہے۔ "لالچ مت کرو
یہ دھن کس کا ہے" دھن دولت مال متاع وغیرہ کے ذریعے ہی انسان خود
نمائی کیا کرتا ہے۔ جب دھن پر آسکتی، تمنا نہ رہی۔ تب اس کی نمائش کیسے
ہو سکے گی۔ خودی اور خود نمائی۔ اہنکار اور آتم پردرشن کا بھاؤ گیا۔
تب آتم سمرپن کرنا سہل ہے۔ حاصل مطلب یہ منتر کے اس ٹکڑے
کا اصل مطلب یہ ہے۔ کہ سادھک اپنے آپ کو بھگوان کے سمرپن کر دے۔
جب وہ سب کے اندر باہر ہے۔ تو وہ ہمارے بھی اندر باہر ہے۔ یعنی وہ
ہم پر ہر طرح سے حاوی ہے۔ توکیوں نہ ہم اس کی رضا پر چلیں۔ اس کی
رضا کے ساتھ اپنی رضا ملا دینے سے ہم ہمیشہ راضی رہیں گے۔ شکوک وغیرہ
سب اُٹھ جائیں گے۔ اور اگر اس کی رضا میں اپنی رضا نہ ملائیں گے۔
مالک   خلاف چلیں گے۔ تو اس کی رضا خلاف کیا تقدیر نہیں بدل سکتی۔ ہم پر
نازل ہوگی۔ جس سے ہم راحت سے محروم ہو جاتے ہیں۔
سوال پیدا ہوتا ہے۔ کیا آتم سمرپن کے علاوہ کوئی اور طریقہ بھی ہے؟
وید اس کا جواب دیتا ہے۔ [illegible] اس کے علاوہ
دوسرا طریقہ نہیں ہے۔ مطلب یہ کہ بھگوان کے آگے پرنت کرنے کے
آتم سمرپن یا آتم وسرجن کی اشد ضرورت ہے۔ یہ سب سے پہلی منزل

ہے۔ سب سے پہلا پاٹھ ہے۔ آتم سمرن یا آتم وسمرن کے بغیر اس راہ پر چلنا ناممکن ہے۔ اس واسطے سادھک کو آتم سمرن یا آتم وسمرن (خود فراموشی) کا ابھیاس کرنا چاہیئے۔

آتم گھات کا پھل

ओ३म्। असुर्या नाम ते लोका अन्धेन तमसावृता:।
तांस्ते प्रेत्यापि गच्छन्ति ये के चात्महनो जना: ॥३॥

شبدارتھ:- ते । وے लोका: لوگ۔ کرم پھل بھوگنے کی حالتیں
असुर्या: اسروں کے متعلق ہیں۔ اندھ तमसा अन्धेन گھور
اندھکار سے आवृता: ڈھکی ہیں۔ ये جو च के کوئی आत्महन:
آتم گھاتی जना: لوگ ہیں: ते وے प्रेत्य مرکر अपि بھی । तान्
ان حالتوں کو गच्छन्ति پہنچتے ہیں۔

پہلے منتر میں ایشور کو سب اشیا کے اندر باہر موجود اور سب کا مالک بیان کرکے اس کے ویئے کو بھوگنے کا آدیش دیا گیا ہے۔ دوسرے منتر میں سادھک کو آتم سمرن) کا اُپدیش دیا گیا ہے۔ چنانچہ کی "نہ کرنا۔ اُلٹا کرنا اور کرنا" یہ تین حالتیں بتلا کر "نہ کرنا اور اُلٹا کرنا" کو ممنوع قرار دے کر "یعنی سوارتھ رہت ہوکر نیک اور نش کام کرم کرنا آتما کا خاصہ بیان کیا گیا ہے۔ اس تیسرے منتر میں ان لوگوں کی حالت بیان کی گئی ہے جو آتما کے اس خاصہ کے خلاف کام کرتے ہیں۔ ارتھات۔ یا تو بالکل کوئی کام نہیں کرتے۔ یا اُلٹے کرم کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اس منتر میں आत्महन: آتم گھاتی کا نام دیا گیا ہے۔ आत्महन: لفظ کے معنے ہوتے ہیں "آتما کو مارنے والا۔ ویدوں اور شاستروں میں آتما کو ام

نہ مرنیوالا بیان کیا گیا ہے۔ اس واسطے آتما کا مارنا ناممکن ہے۔ لہذا یا تو "آتما"
شبد کے معنوں میں لکشنا کرنی پڑے گی۔ یا "ہن" دھاتو کے ارتھوں میں
لکشنا ماننی پڑے گی۔ جب مکھیہ ارتھ (اصل ارتھ) موزوں نہ
ہو رہا ہو۔ تو وہاں اس ارتھ سے تعلق رکھنے والے دوسرے ارتھ کو ماننا ہوتا
ہے۔ اس کو "لکشنا" کہتے ہیں۔ جیسے کسی نے کہا ـــ "ندی میں گاؤں ہے"
ندی میں گاؤں کا ہونا ناممکن ہے۔ اس واسطے "ندی" لفظ کے معنے
کرتے ہوتے ہیں "ندی کا کنارہ" اسی طرح یہاں بھی لکشنا کا سہارا لینا
چاہیئے۔ آتما کو مارنا ناممکن ہے۔ اس واسطے لکشنا کے دوارا آتما شبد کا
ارتھ ہؤا۔ آتما کا خاصہ یعنی سوارتھ رہت نشکام شبھ کرم۔ ارتھات آتم
گھاتی کا ارتھ ہؤا۔ سوارتھ رہت نش کام شبھ کرموں کو مارنے والے، نہ کرنے
والے۔ یا آتما میں لکشنا نہ مان کر "ہنن" میں لکشنا مانیں۔ تب ہنن کا ارتھ مارنا
تسلی کرنا نہ کر کے محروم کرنا" کریں۔ اس حالت میں आत्महन: آتم گھاتی
کا ارتھ ہوگا۔ آتما کو محروم کرنے والے۔ ارتھات۔ آتما کو اس کی اصلیت
ماہیت خاصہ سے محروم کرنیوالے۔ دونوں طرح سے مطلب ایک نکلتا ہے۔
آتم گھاتی کئی پرکار کے ہیں۔ وے لوگ بھی آتم گھاتی ہیں۔ جو آتما کی
ہستی سے منکر ہیں۔ ایسے لوگ کہتے ہیں۔ کہ جسم جڑ عناصر سے بنا ہے۔ آتما
کی ان سے علیحدہ ہستی کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ ان سے پوچھنا چاہیئے
کہ مرنے کے بعد جسم موجود ہے۔ لیکن جسم میں حرکت اور احساس کیوں
نہیں رہا۔ دنیا میں ہر روز ہم دیکھتے ہیں۔ جن چیزوں میں حرکت کسی
بیرونی سبب سے ہوتی ہے۔ وہ حرکت دینے والے کی خواہش کے
مطابق اور ماتحت ہوتی ہے۔ اگر انسانی اور حیوانی اجسام میں ان کے
ترکیب دہندہ عناصر کے علاوہ کوئی ذی حس چیتن مدرک ہستی نہیں ہے
تو ان میں حرکت کیسے ہے۔ اور ان کی حرکت میں یکانگت کیوں نہیں ہے

خواہشات۔ جذبات اور حرکات وسکنات کا اختلاف بتلاتا ہے۔ کہ ان اجسام میں ان سے علیحدہ ایک اور ہستی ہے۔ اور وہ ہر ایک جسم میں علیحدہ علیحدہ ہے۔ جس کے سبب ان اجسام میں حرکات وسکنات ہوتی رہتی ہے۔ آتما سے انکار کرنا اپنی ہستی سے انکار کرنا ہے۔ اس واسطے آتما سے منکر سب سے بڑا آتم گھاتی ہے۔ کئی لوگ ایسے ہیں۔ جو اپنی ہستی سے منکر تو نہیں ہوتے لیکن اپنے آپ کو "انا الحق" "اہم برہم اسمی" "من خدایم" "میں پرماتما ہوں" کہتے ہیں۔ یعنی اپنے آپ کو خدا بتا رہا ہے۔ پرماتما سے علیحدہ نہیں مانتے۔ یہ لوگ بھی آتم گھاتی ہیں۔ کیونکہ فی الحقیقت وے اپنی علیحدہ آتم ستا سے ہستی سے انکار کر رہے ہوتے ہیں۔ کیسی مضحکہ خیز پوزیشن ہے۔ جنہیں دیوار کی اوٹ میں ہونے والے واقعات کا علم نہ ہو سکے۔ وے کہیں ہم برہم ہیں۔ ایسے مایا وادی تو پکے ناستک اور آتم گھاتی ہیں۔

کئی لوگ جسم کی پیدائش کے ساتھ آتما کی اُتپتی اور جسم کی فنا کے ساتھ آتما کی فنا مانتے ہیں۔ وے بھی آتم گھاتی ہیں۔ کوئی پوچھے۔ آتما کو کس نے پیدا کیا۔ کیوں پیدا کیا۔ کیوں ایک کو بدشکل اور بدنما جسم دیا اور کیوں ایک کو خوشنما اور خوبرو جسم عطا کیا۔ اس مت میں اور آتما کی ہستی سے منکروں کے مت میں چنداں فرق نہیں ہے۔ اس واسطے یہ بھی آتم گھاتی ہیں۔

کئی لوگ آتما کو حادث۔ پیدا شدہ مانتے ہیں۔ لیکن اس کا ناش نہیں مانتے۔ یہ لوگ بھی آتم گھاتی ہیں۔ کیونکہ آتما کی ماہیت سے نابلد ہیں۔

آتما کا اصل سوروپ ہے۔ اجنما اوناشی ست چت۔ یعنی جس کو عناصر سے ترکیب دے کر پیدا نہیں کیا جاتا۔ بلکہ جو ہمیشہ سے ہے۔ اور

جس کا ناش نہیں ہوتا۔ جو ہست مطلق اور مدرک بالذات ہے۔ اس
کے خلاف آتما کا سوروپ ماننے والے آتم گھاتی ہیں۔ (وستار کے لئے
آتم اُپنشد بھاشا بھاشیہ دیکھئے)

جو لوگ نشکام کرم نہیں کرتے۔ وہ یا تو خالی رہیں گے۔ بیکار رہیں گے
یا اُلٹے یعنی بُرے کرم کرنے لگ جاویں گے۔ خالی آدمی کے متعلق انگریزی
زبان کی ایک کہاوت ہے۔ اور جو بالکل صحیح ہے۔ وہ یہ ہے:-

Idle man is the workshop of Devil.

کاہل آدمی شیطان کا کارخانہ ہوتا ہے۔ پچھلے منتر میں بتلایا جا چکا ہے۔
کہ بالکل خالی رہنا کسی قسم کا کوئی فعل نہ کرنا ناممکن ہے۔ اس واسطے جب
انسان خالی ہوتا ہے۔ تو اس کے دماغ پر بُرے خیالات حاوی
ہو جاتے ہیں۔ خیالات افعال کا پیش خیمہ ہوا کرتے ہیں۔ فعل کی بنیاد
خیال ہے۔ یعنی خالی رہنا کوئی کام نہ کرنا بُرے افعال کی تیاری ہے۔ ہوتا
ہے۔ بُرے کرم کرنیوالوں کو ویدوں شاستروں میں اسُر کہا جاتا ہے۔ اسر
کے معنی ہیں۔ جو سر نہ ہو۔ بھلائی کے کام نہ کرتا ہو۔ یا جو असु
پرانوں میں رمن کرتا ہو۔ انفاسات جو کھاؤ پیو کرو آنند Eat
drink and be Merry کے سدھانت کا قائل ہو۔ ایسے
آدمی کے سامنے یہی دنیا ہوتی ہے۔ اس کے لئے جو کچھ بھی ہوتا ہے۔ اس
پر اس کا وشواس نہیں ہوتا۔ اس واسطے وہ جیسے بھی بنے۔ اس دنیا
کے بھوگ بلاس بھوگ لینا چاہتا ہے۔ اس کا تو عقیدہ ہے۔ "بابر بعیش
بکوش کہ عالم دوبارہ نیست"۔ "عیش و عشرت کے لئے کوشش کر کیونکہ یہ
دنیا یعنی جنم پھر نہیں ہوتا۔ جب منش کے خیالات اس قسم کے ہو جاتے
ہیں۔ تو اس کی عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے۔ عیش و عشرت میں پھنسے انسان
ہمیشہ نیک و بد کی تمیز جاتی رہتی ہے۔ جس میں عقل و تمیز نہ رہے۔ اس کی گراوٹ

میں کوئی کسر نہیں رہتی - ایک سنسکرت کے کوی کے کتھن انوسار عقل گم گشتگان

विवेकभ्रष्टानां भवति विनिपातः शतमुखः

عقل کی گمراوٹ کے بے شمار ذرائع ہوتے ہیں۔ اس واسطے وید نے ایسے انسانوں کی حالت کا بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ "گھور اندھکار سے ڈھکی ہوئی یعنی تاریک ترین - ظلمت سے پوشیدہ۔" وید کا ارشاد ہے۔ کہ ایسے لوگوں کی یہ حالت اس جنم میں ہی ہو یہ بات نہیں - بلکہ مر کر بھی یہ لوگ ایسی حالتوں کو پہنچتے ہیں۔ مطلب یہ کہ مرنے کے بعد ان کو ایسی دُنیائیں قالب ملتے ہیں۔ جہاں یہ نہ صرف مادی روشنی سے ہی محروم ہوتے ہیں۔ بلکہ روحانی نور سے بھی منور نہیں ہو سکتے۔ عقل اور عقل سے حاصل ہونے والے تمام اسباب سے محروم کر دیئے جاتے ہیں۔ آہ! کیسی خطرناک حالت ہے۔ ذرا حیوانوں کی حالت دیکھئے کتنی قابل رحم حالت ہے۔ اگر انہیں کسی قسم کی کوئی تکلیف ہو جائے۔ تو وہ بتلا نہیں سکتے۔ ذرا اس کے ساتھ ایسی حالت کا تصور کیجئے۔ کہ وہ تو دیکھنے، سننے، اندر چھونے اور سونگھنے کی طاقت سے بھی محروم ہے۔ اس کے لئے زندگی پایہ جسم کس قدر وبال جان ہوتا ہوگا۔ یہ تو قید تنہائی سے بھی بدتر حالت ہے کیسے یہ حالت پسند ہو سکتی ہے - لیکن دنیا کے لوگوں کی زیادہ تعداد اسی حالت کے حاصل کرنے کی تیاری میں مشغول ہے۔ چاہے نادانستہ طور سے۔ لیکن ہے وہ اسی حالت پر پہنچانے والی سڑک پر گامزن ؛ وید نے شبھ کرم نہ کرنے والی اس دشا کا درشن کرا کر شبھ کرم کرنے کی پریرنا کی ہے۔ وید کرم کا اُپدیش دیتا ہے۔ یجر وید کا تو آغاز ہی افضل ترین فعل کرنے کے اُپدیش سے ہوتا ہے - ان تین श्रेष्ठतमाय कर्मणे منتروں میں ایشور کی دیا ٹپکتا۔ اس کی ملکیت۔ اس کی رضا پیدا صفی رہنے۔ ہنسا اور لالچ تیاگنے۔ اور لگا تار شبھ کرم کرتے رہنے اور کرم

بھی برہم ارپن کرنے۔ ساتھ ہی اپنے آپ کو بھی برہم ارپن کرنے کا اُپدیش کر کے اس نیک راہ پر نہ چلنے والوں کی حالت موجودہ اور مابعد کا ورنن کیا گیا ہے۔ اس منتر کے ساتھ ایش اُپنشد کا پہلا ادھیکرن سماپت ہوتا ہے ؎

ایشور کا سوروپ

ओ३म् । अनेजदेकं मनसो जवीयो नैनद्देवा आप्नुवन् पूर्वमर्शत् ।
तद्धावतोऽन्यानत्येति तिष्ठत्तस्मिन्नपो मातरिश्वा दधाति ॥४॥

شبدارتھ :- وہ پرمیشور अनेजत् حرکت نہیں کرتا اور एकम् ایک ہے । मनसः من کی نسبت । जवीयः زیادہ ویگ والا۔تیز رفتار ہے۔ । एनत् اس کو । देवाः دیو۔اندریاں न نہیں आप्नुवन् پراپت کر سکیں وہ । पूर्वम् پہلے سے ہی । अर्शत् پراپت ہوا ہوتا ہے۔ तत् وہ برہم तिष्ठत् حرکت نہ کرتا ہوا بھی अन्यान् دوسرے धावतः دوڑنے والوں کو अति + एति لانگھ جاتا ہے پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔ । मातरिश्वा سرو ویاپک پرماتما کے آشرے رہنے والا پانی । अपः اپنے سارے وستار کو۔کرموں کو । नरिजन اس پیدا کرتا ہیں । दधाति دھارن کرتا ہے یعنی سب کرم برہم ارپن کر دیتا ہے۔ اور اپنے وستار کا موجب پرماتما کو جانتا ہے ؎

پہلے بتلایا جا چکا ہے کہ برہم ودیا کا مول۔ اُپنشدوں کی بنیاد اس ایش اُپنشد کا پہلا منتر ہے۔ اور کہ اس اُپنشد کے باقی منتر پہلے منتر کی تشریح ہیں۔ پہلے منتر میں مستعمل لفظ ایش۔ ایشور۔ حاکم کل کے سروپ ورنن کرنے کے لئے ہے

منتر نازل ہوا ہے ؛

پیچھے بیان کر آئے ہیں۔ کہ جیوآتما میں بیشمار خواہشات ہیں۔ ان کی تکمیل کے لئے اُسے حرکت کرنی پڑتی ہے۔ لیکن اس کے برعکس پرماتما میں کوئی خواہش نہیں۔ اتھروید میں پرماتما کو अकाम: ۱ یعنی خواہشات سے خالی اور रसेन तृप्त: آنند سے بھرپور بیان کیا گیا ہے۔ جب پرماتما میں کوئی خواہش ہی نہیں۔ تو اس میں حرکت کس واسطے ہوگی۔ اس واسطے اس منتر میں پرماتما کو अनेजत حرکت نہ کرنیوالا بیان کیا گیا ہے۔ اور کہ وہ ایک ہے۔ لاثانی ہے۔ اس جیسا اور کوئی نہیں ؛

دُنیا میں مادی اشیاء میں بجلی سب سے تیز رو ہے۔ بجلی کی اس صفت کو جان کر تار برقی۔ بے تار کی تار۔ ٹیلیفون وغیرہ ایجادیں ہوئی ہیں لیکن من اس سے بھی زیادہ تیز گام ہے۔ کوئی مادی شے اس بارے میں من کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ سنسکرت علم ادب کی کتابوں میں تیز رفتاری کے لئے من کی تشبیہہ دی جاتی ہے۔ منتر میں ارشاد ہے۔ کہ برہم من سے بھی تیز رفتار ہے۔ کیونکہ جہاں کہیں من جاتا ہے۔ برہم پہلے ہی وہاں موجود ہوتا ہے۔ دُنیا کی ہر ایک چیز حرکت کر رہی ہے۔ دوڑ رہی ہے۔ زمین حرکت میں ہے۔ سورج متحرک ہے۔ ہوا۔ پانی۔ آگ تمام عناصر لگاتار حرکت کر رہے ہیں۔ کسی کو آرام نہیں۔ اس کے مقابلہ میں برہم قطعاً غیر متحرک ہے۔ ویاپک جو ٹھہرا۔ سرو ویاپک میں حرکت کا امکان کہاں۔ لیکن لطف کی بات ہے۔ کہ وہ حرکت نہ کرتا ہوا بھی ان سب دوڑتے ہوؤں کو پیچھے چھوڑ جاتا ہے کیسی عجیب بات ہے۔ لیکن ہے حقیقت ؛

برہم کی اس وچتر شکتی کا انوبھو کر کے برہم گیانی اپنی ساری طاقتوں کا منبع برہم کو سمجھنے لگتا ہے۔ اور اس واسطے سارے کرم برہم کے ارپن

کر دیتا ہے۔ یعنی اپنے آپ کو راضی بر رضائے الٰہی بنا دیتا ہے۔

منتر وِرودھ آبھاس النکار کی عمدہ مثال ہے۔ دیکھئے۔ پہلے کہا کہ وہ حرکت نہیں کرتا۔ لیکن ساتھ ہی ارشاد کر دیا۔ کہ وہ من سے بھی تیز گام ہے۔ جو حرکت نہیں کرتا۔ وہ تیز گام کیسے ہو سکتا ہے۔ حرکت اور رفتار تو ایک ہی چیز ہے۔ یہ ایک دوسرے کے متضاد بات ہے۔ وید نے خود ہی اس تضاد کی تردید کر دی ہے۔ وید یہ کہنا چاہتا ہے۔ کہ من دوڑ کر کسی دُور۔ نہائیت دُور جگہ پر پہنچتا ہے۔ اور وہ نہایت قلیل عرصہ میں وہاں پہنچتا ہے۔ لیکن وہاں اسے پرماتما ملتا ہے۔ وہ سوچتا ہے۔ یہ کیا ہو گیا۔ مجھ سے پہلے برہم یہاں کیسے آ گیا۔ مجھ سے تیز رفتار تو دُنیا میں کوئی نہیں۔ پھر یہ کیسے مجھ سے پہلے یہاں آ موجود ہوا۔ وید کہتا ہے۔ وہ پہلے سے ہی وہاں موجود ہے۔ یعنی جہاں جہاں دوڑ کر من پہنچے گا۔ برہم کو پہلے سے موجود پائیگا۔ اس تتو کو سمجھ لیا جائے۔ تو اُپاسنا میں بے حد فائدہ ہو۔ پھر اُپاسک کسی بھی حالت میں محدود چیزوں پر من کو نہیں لگائے گا۔ کیونکہ من محدود چیزوں کو جلدی پار کر جاتا ہے۔ لامحدود برہم پر من کو لگانے سے وہ اس کو پار کر ہی نہیں پاتا۔ جدھر بھاگ کر جاتا ہے۔ اُدھر ہی برہم کو پہلے سے موجود پاتا ہے۔ اس واسطے آخر کو تھک کر ہار جاتا ہے۔ اور اپنے آپ کو برہم میں ہی لگائے رکھنے میں فائدہ دیکھتا ہے۔

کین اُپنشد۔ اس منتر کے دُوسرے حصّہ کی وکھیا ہے۔ اس کی توضیح ہم نے اپنے بھاشا آنم اُپنشد بھاشیہ میں کی ہے۔ اس منتر میں مندرجہ ذیل اُپدیش ہیں:-

(۱) پرمیشور غیر متحرک ہے۔ (۲) من کی چنچلتا دُور کرنے کے لئے من کو پرمیشور پر لگانا چاہیے۔ (۳) پرمیشور سب جگہ موجود ہے (۴) اندریاں اس کو نہیں پا سکتیں (۵) برہم گیانی سارے کرم برہم ارپن کر دیتا ہے۔

ओ३म् । तदेजति तन्नैजति तद्दूरे तद्वन्तिके ।
तदन्तरस्य सर्वस्य तदु सर्वस्यास्य वाह्यतः ॥५॥

شبدارتھ:- तत् । وہ برہم एजति حرکت دیتا ہے
لیکن तत् । وہ خود न نہیں- एजति حرکت کرتا-
तत् । وہ दूरे । دور یعنی مشکل سے پراپت ہونے والا ہے لیکن
तत् । وہ अन्तिके । نزدیک उ । ہی ہے - کیونکہ
तत् । وہ अस्य اس सर्वस्य । سب کے
अन्तः । اندر ہے۔ اور तत् । وہ उ ہی अस्य ।
اس सर्वस्य । سب کے वाह्यतः باہر
بھی ہے ÷

پچھلے منتر کی وضاحت کرنے کی خاطر یہ منتر ہے - درا صل تو یہ
پہلے منتر کے आवास्यम । "سب طرف سے ڈھکا ہُوا اور لیا ہُوا"
لفظ کی بہت با معنی اور پر مغز تشریح ہے پچھلے منتر میں بھگوان کو अनेजत्
حرکت نہ کرنے والا بیان کیا گیا ہے۔ سوال پیدا ہوتا
ہے۔ جو خود حرکت نہیں کرتا۔ وہ دوسروں میں حرکت کیسے پیدا کر سکتا ہے
اس کا جواب دینے کے لئے پچھلے منتر میں بیان کی ہوئی بات پر ایک دوسری
طرز سے زور دے دیا ہے۔ کہ وہ برہم حرکت دیتا ہے۔ لیکن وہ خود حرکت نہیں
کرتا۔ مطلب یہ کہ دوسرے کو حرکت دینے کے لئے حرکت دینے والے کا
خود حرکت کرنا ضروری نہیں ہے۔ یہ ٹھیک ہے۔ کہ جب ہم کسی چیز کو ہلاتے
ہیں۔ تو ہمیں بھی تھوڑی بہت حرکت کرنی پڑتی ہے۔ لیکن جب ہم ہاتھ پیر
سر یا جسم کے کسی حصہ کو ہلانا چاہتے ہیں۔ تو اس حصے کو بغیر ہاتھ لگائے
حرکت دے سکا کرتے ہیں۔ کیونکہ اس جسم پر آتما کا اقتدار اور اختیار ہے۔
(اگرچہ ہے وہ ادھورا اور نامکمل) پرماتما کو پہلے منتر میں سرو ویاپک

بتایا گیا ہے۔ یعنی وہ اس دُنیا کی تمام اشیاء پر حاوی ہے۔ جسطرح آتما اپنے مقبوضہ جسم میں بغیر حرکت کئے حسب خواہش اس میں حرکت پیدا کر دیتا ہے۔ اسی طرح پرماتما بھی تمام اشیاء کو مناسب حرکت دیتا ہے۔ اور خود حرکت نہیں کرتا۔ مطلب یہ کہ سرو ویاپک میں حرکت کا امکان نہیں۔ اس سے ایک اور بات بھی ثابت ہوتی ہے۔ کہ اس دُنیا کی تمام اشیاء میں حرکت دینے والا۔ سب کا محرک پرماتما ہے۔ یعنی دُنیا کی علت مادی پرکرتی کے پرمانوؤں میں حرکت پیدا کر کے ان کو جیووں کے حسب ضرورت ترتیب دیتا ہے۔ کہنے کا مطلب یہ ہے۔ کہ وہ آکاش وغیرہ کی طرح محض سرو ویاپک ہی نہیں۔ بلکہ اس تمام مادی دُنیا کا ترکیب کنندہ اور ترتیب دہندہ بھی ہے۔ ترکیب اور ترتیب عقل کا نتیجہ ہوتی ہے۔ جتنی بڑی ترکیب اور ترتیب ہو۔ اسی کے تناسب سے عقل سمجھی جاتی ہے۔ کسی بنی ہوئی شئے کو دیکھ کر اس کی ترتیب اور ترکیب سے بنانے والے کی عقل اور سلیقہ کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ لیکن اس بات پر سب کا اتفاق ہے۔ کہ کسی بنی ہوئی چیز سے بنانے والے کی ساری عقل اور دماغ کا پورا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ بلکہ یہ ماننا پڑتا ہے۔ کہ اس کی عقل اس سے کہیں زیادہ ہے۔ جتنی کہ اس کی بنائی چیزیں ظاہر کر رہی ہیں۔ اب یہ تو سبھی مانتے ہیں۔ کہ اس دُنیا کی اشیاء میں ترکیب اور ترتیب دونوں پائی جاتی ہیں۔ برسوں پہلے سورج اور چاند کے گرہن کا پتہ لگا لیا جاتا ہے۔ موسموں کے ماہر بارش کے ہونے اور نہ ہونے کی اطلاع کئی دن پہلے دیدیا کرتے ہیں۔ اور کہیں آپ کو کسی خاص قاعدہ کا انحراف ہوتا محسوس ہو۔ تو وہاں بھی سمجھنا چاہیئے۔ کہ یہاں بھی عاقل کل کی خاص مصلحت ہے۔ آپ سوچیں۔ چھوٹی سی سوئی تو خود بخود پیدا ہوتی نہیں۔ اتنی بڑی دُنیا کیسے خود بخود پیدا ہو گئی۔ اس واسطے یہی ماننا درست ہے۔ کہ یہ کسی عاقل کی عقل کا کرشمہ ہے۔ یہ دُنیا کتنی لمبی

جوڑی ہے۔ آج تک کوئی بڑے سے بڑا عقل والا سائینسدان بھی اس کا
پار نہ پا سکا۔ اس بے حد دُنیا کی ترکیب اور ترتیب دینے کے لئے عقل
بھی بے حد چاہیئے۔ اُوپر بتایا جا چکا ہے۔ کہ مرتب شے سے ترتیب دہندہ کی
ساری عقل کا قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ اس کی عقل
بہت زیادہ ہے۔ اس حساب سے اس بے حد دُنیا سے اس کے ترتیب دہندہ
اور ترکیب کنندہ کی عقل اور فہم کا جتنا اندازہ ہوتا ہے۔ وہ اس سے کہیں
زیادہ ہے۔ اسی واسطے یجروید کے اکتیسویں ادھیائے کے تیسرے منتر میں ارشاد
ہوا ہے۔ "یہ سارا جہان اس کی بندگی کا منظہر ہے۔ وہ خود اس سے
کہیں بڑا ہے"۔

وہ کہاں ہے؟ وہ دُور ہے؟ دُور سے مطلب یہاں مکانی یا زمانی
طور سے دُور نہیں ہے۔ جب وہ سب جگہ موجود ہے۔ تو مکانی دوری کا تو
امکان ہی نہیں رہتا۔ جب وہ اس وقت بھی موجود ہے۔ تو زمانی دوری بھی
دُور ہو گئی۔ تب سمجھ کی دوری رہ گئی۔ یہی دوری ہے۔ جسے دُور کرتا ہے کیونکہ
سروویاپک ہونے سے وہ نزدیک ہی ہے۔ اگر وہ نزدیک ہے۔ تو نظر
کیوں نہیں آتا۔ اس کے جواب میں عرض ہے۔ کہ ضروری نہیں۔ کہ نزدیک رہنے
والی اشیاء ضرور نظر آویں۔ آکاش کی ہستی کے متعلق پہلے ہی چند اصحاب
کو شک ہو۔ لیکن ہوا کی ہستی میں تو کسی کو شبہ نہیں ہے۔ پھر وہ کیوں نظر
نہیں آتی۔ یہی کہو گے۔ اس میں رُوپ نہیں۔ تب ہمارا بھی یہی کہنا ہے۔ پرماتما
میں رُوپ نہیں شکل نہیں۔ رنگ نہیں۔ اس واسطے وہ ان آنکھوں سے نظر
نہیں آتا۔ اپنی ہستی کے متعلق تو سبھی شک و شبہ سے مبرا ہیں۔ اور وہ جسم
سے دُور بھی نہیں۔ لیکن کیا کسی نے اس کو ان آنکھوں سے دیکھا ہے۔ دُور
کی چیزوں کا دُور سے نظر نہ آنے میں سب کا اتفاق رائے ہے۔ اچھا لیجئے۔
آنکھ میں پڑا ہوا سُرمہ آنکھ کے کتنا نزدیک ہے۔ اس کو بلا بیرونی مدد کے

کس نے دیکھا ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ کسی چیز کے نظر نہ آنے کے
کئی اسباب ہوتے ہیں جسطرح سُرمہ کو دیکھنے کے لیئے آئینہ کی ضرورت ہے۔
اسی طرح اس برہم کو دیکھنے کے لئے بھی انتہ کرن رُوپی درپن آئینہ من
کی ضرورت ہے۔ اگر درپن پر پردہ پڑا ہوُا ہو۔ تو کبھی آنکھ یا آنکھ کا سُرمہ
دکھائی نہیں دیتا۔ اس واسطے اس پردہ کو پہلے ہٹانا پڑتا ہے۔ اگر
آئینہ پر گرد و غبار ہو۔ تو اُسے صاف کرنا پڑتا ہے۔ صاف کرتے وقت اگر
وہ ہل جائے۔ تو اس کو ساکن کرنا ہوتا ہے۔ اسی طرح برہم کے ساکھشات کار
دیدار حق کرانیوالے آئینہ پر پردہ پڑا ہوُا ہے۔ اودیا کے پردے کو دُور
کرو۔ ست سنگ۔ ویدشاستر کے ابھیاس اور گیان چرچا سے یہ اگیان کا
پردہ دُور ہوتا ہے۔ اگیان کے ناش ہونے پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہمارے
اس رُوحانی آئینہ پر کس قسم کا گرد و غبار چڑھا ہوُا ہے۔ اس کو تپ۔
یوگ ابھیاس۔ کرم یوگ وغیرہ ذرائع سے رفع کیا جاتا ہے۔ تپ یوگ ابھیاس
کے دوران میں اگر چنچلتا پیدا ہو جاسے۔ تو اس کو وچار سے دُور کیا جاتا ہے
اگیان کے پردہ کو آورن (आवरण) رُوحانی میل کو مل (मल)
اور رُوحانی چنچلتا کو وکشیپ کہتے ہیں جب سادھک اس طرح آورن، مل
اور وکشیپ دوشوں کو دُور کر لیتا ہے۔ تب وہ مست ہو کر کہہ اُٹھتا ہے۔
"وہ تو نزدیک ہے۔"

سب دوشوں کے دُور ہونے کے کارن اب اس کی اندرُونی آنکھ کھل گئی
ہے۔ کھُل ہی نہیں گئی۔ بلکہ اس کی طاقت بہت بڑھ گئی ہے۔ اب اسے
برہم صرف اپنے اندر ہی نہیں دکھائی دیتا۔ بلکہ اس سارے برہمانڈ کے
اندر بھی وہی سمایا ہوُا دکھائی دیتا ہے۔ سنسار کی کثیف (ستھول) سے
کثیف۔ اور لطیف سے لطیف (سوکھشم) چیزیں اس کی موجودگی کو وہ
انوبھو کرنے لگتا ہے۔ آگ میں روشنی اس کے جلوہ کا پرتو ہے جل میں رس

کی ہستی بھی اس کی مرہون منت ہے۔ وایو کی جیون شکتی اس جیون آدھار کی یاد دلا رہی ہے۔ پرتھوی کی ادبھت شکتی اپنا آشرے اس کو بتا رہی ہے۔ اب سادھک کو سب کے اندر اس کے درشن ہوتے ہیں۔ اتنا ہی نہیں۔ وہ تو ان تمام اشیاء کے باہر بھی اس کے جلوہ کا دیدار کرتا ہے۔ وہ آتم نیتر سے دیکھتا ہے۔ کہ برہم جہاں ایک طرف سب کے اندر سمایا ہے وہاں ان سب پر چھا رہا ہے۔ حاوی ہو رہا ہے۔ سب کو ڈھک رہا ہے۔ یہ ساکشاتکار کی اتم اوستھا ہے۔ کبھی کبھی اس اوستھا سے سادھک کو دھوکا بھی ہو جاتا ہے۔ سب اشیاء کے اندر باہر۔ اپنے اندر باہر اسی کا جلوہ دیکھ کر وہ محض اسی کو دیکھنے لگتا ہے۔ اس کے آنند رس کے کارن برہم سے علاوہ سب اشیاء حتیٰ کہ اپنی ہستی کو بھی فراموش کر دیتا ہے۔ کسی کی ہستی کو فراموش کر دینے کے کارن اس کی منفی۔ ابھاؤ نہیں ہو جایا کرتا۔ لیکن کوئی کوئی سادھک اس حالت میں آ کر جگت کی ہستی سے انکار کر دیتا ہے یہ اس کی بھول ہے۔ اگر وہی برہم ہی ایک ہستی ہو۔ اس کے علاوہ جیو۔ پرکرتی اور یہ جگت نہ ہوں۔ تو وہ کس میں دیاپک ہے۔ وہ کس کا مالک ہے۔ وہ کس کے اندر ہے۔ وہ کس کے باہر ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ ایسے بے شمار سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ جن کا جواب ہی نہیں۔ اس واسطے اس حالت میں پہنچ سادھک کو بہت ساودھان ہوشیار رہنا چاہیئے۔ برہم سے علاوہ اشیاء سے منہ موڑنا اور چیز ہے۔ اور ان کی ہستی سے انکار کرنا اور چیز ہے۔ سادھنا میں خود فراموشی تو لازمی ہے۔ اور اس سے سادھن میں سہائیتا ملتی ہے۔ لیکن خود انکاری تو بگاڑ پیدا کرتی ہے۔ جب میں ہوں ہی نہیں۔ تو پھر سادھنا کیسی؟ اس واسطے خود فراموشی اور خود انکاری کے باریک بھید کو سمجھ کر سادھک کو قدم اٹھانا چاہیئے۔ اس منتر کے ساتھ ایش اپنشد کا دوسرا ادھیکرن سماپت ہوتا ہے

اس سے اگلے ادھیکرن میں ان منتروں سے حاصل شدہ نتیجہ کا ورنن ہوگا ؂

آتم گیان سے سنشے ناش

ओ३म् । यस्तु सर्वाणि भूतान्यात्मन्नेवानुपश्यति ।
सर्वभूतेषु चात्मानं ततो न वि चिकित्सति ॥६॥

شبدارتھ य: جو तु تو सर्वाणि
سب । भूतानि بھوتوں کو پدارتھوں کو । आत्मन् آتما
میں سروویاپک پرماتما میں पश्यति + अनु । دیکھتا ہے । च
اور सर्व भूतेषु سب اشیاء میں । आत्मानम् । آتما
کو سروویاپک پرماتما کو (دیکھتا ہے) ततः । تب وہ न نہیں
विचिकित्सति شک کرتا ہے ؂

منش کی تمام مصائب اور تکالیف کا سب سے بڑا سبب شک ہے۔ دولت مند یا دھنوان کے دل میں شک ہے۔ کہ حاجتمند غریب میری دولت پر حریص نگاہ لگائے بیٹھا ہے۔ تاجر کو شک ہے۔ فلاں میرے مقابلہ میں کاروبار شروع کرکے میرے کاروبار کو نقصان پہنچانے کے درپے ہیں۔ مشہور زماں پہلوان کو شبہ ہے۔ کہ فلاں پہلوان مجھے زک دیکر میری شہرت کو ختم کرنے لگا ہے۔ حکومت وقت کو خطرہ لاحق ہے۔ کہ مخالف پارٹی کثرت رائے حاصل کرکے ہمیں باہر کرنے کی تیاری میں ہے غیر ملکی حکومت کو وطن پرستوں سے ہمیشہ خدشہ لگا رہتا ہے۔ غرضیکہ دُنیا کی گزشتہ تاریخ اور موجودہ حالات پکار پکار کر کہہ رہے ہیں۔ کہ دُنیا میں شک و شبہ کا ہمیشہ بول بالا رہا ہے۔ اور اب بھی ہے۔ دُنیا میں جتنے بھی جھگڑے ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ ان کی بنیاد شک ہے۔ اس شک کی بدولت دوست

دوست کے ۔ باپ بیٹے کے ۔ اُستاد شاگرد کے اور بھائی بھائی کے تعلقات کشیدہ ہوتے دیکھے جاتے ہیں ۔ جس کے سبب زندگی دُوبھر اور بے لطف ہو جاتی ہے ۔ دُنیا کے کاروبار میں یہ شک جب اتنی آفت اور مصیبت لا سکتا ہے ۔ تب رُوحانیت کی منزل میں تو یہ سم قاتل سے بھی زیادہ اثر رکھے گا ۔ اسی واسطے استاد ازل سے لے کر آج تک تمام مُرشدان صالح کا یہ ارشاد ہے ۔ کہ اس شبہ کی کیل کو بہر صُورت اپنے دل سے باہر کر دو ۔ وہ شک کا کانٹا کیسے رفع ہو ۔ اس کا سب نے ایک ہی جواب دیا ہے ۔ صحیح علم ہے ۔ یتھارتھ گیان سے ۔ اسی واسطے آریہ علم عرفاں میں پہلی دو سیڑھیاں شرون (سُننا ۔ صحیح علم حاصل کرنا) اور منن (وچار ۔ حاصل کردہ علم کی دلائل ساطع اور براہِن قاطع سے جانچ پڑتال) بتائی گئی ہیں ۔ رُوحانیت میں آتما اور پرماتما کے متعلق سچا گیان سب سے ضروری ہے ۔ اور اس میں بھی پرماتما کے متعلق ذرا سی بھی غلطی بہت بڑے نقصان کا موجب ہو جایا کرتی ہے ۔ اس واسطے ویدوں میں جگہ بجگہ پرماتما کے مختلف اوصاف کا ذکر آیا ہے ۔ یجر وید کا یہ ادھیائے تو ہے ہی آتما یعنی سروویاپک محیط کل پرماتما کا گیان دینے کے لئے ۔ اس واسطے اس میں پرماتما کے اس گن "سروویاپکتا" کا خاص طور سے بیان ہے ۔ کئی لوگ پرماتما کو سروویاپک نہ مان کر کسی خاص جگہ میں ہی اس کا گھر بتاتے ہیں ۔ کوئی چوتھے آسمان پر ۔ کوئی ساتویں آسمان پر ۔ کوئی عرش بریں پر ۔ کوئی فرش زمین سے نیچے ۔ کوئی کھیر ساگر میں ۔ کوئی کیلاش میں ۔ کوئی گولوک میں ۔ کوئی بیکنٹھ میں ۔ اور کوئی لنکا میں اس کا ٹھکانا بتاتا ہے ۔ اس سے پرماتما محدود ہو جاتا ہے تب اس تک پہنچنے کے مادی وسائل اختراع کرنے پڑتے ہیں ۔ اسی کے کارن فرشتوں ۔ دیوتوں ۔ پیغمبروں ۔ اوتاروں ۔ نبیوں ۔ رسُولوں اور گروؤں کی سرشٹی ہوتی ہے ۔ اس کے برعکس اگر پرماتما کو سروویاپک ہر جگہ

موجود سبھی جگہ حاضر اور ناظر مانا جائے۔ تو اس سے ملنے کے لئے پھر کسی دوسرے وسیلے کی حاجت نہیں رہتی۔ سب جگہ موجود رہنے سے وہ ہمارے اندر بھی ہے۔ جب وہ ہمارے اندر ہے۔ تو اس کے ساتھ وصال کے لئے یاترا اور حج کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ پرماتما کے اس گن کو نہ جاننے اور نہ ماننے کے کارن کروڑوں انسان بھٹک رہے ہیں۔ اور راہ راست سے دُور جا پڑتے ہیں۔ پرماتما کو سرو ویاپک نہ ماننے والوں نے اپنے اپنے قیاس کے مطابق پرماتما کی شکل کی کلپنا کی ہے۔ ان مختلف شکلوں اور صُورتوں کا وچار کرتے ہوئے ہنسی بھی آتی ہے۔ اور انسانی عقل و تخیل کی بلند پروازی یا گراوٹ کی بھی داد دینے کو جی چاہتا ہے۔ اس کے برعکس وید پرماتما کو سرو ویاپک مانتا ہے اور اس واسطے اسے شکل و صُورت سے مبرّا مانتا ہے۔ جو سب جگہ یکساں موجود ہو۔ اس کی شکل و صُورت ہو بھی نہیں سکتی۔ اس واسطے سادھک کو پرماتما کے اس سوروپ کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیئے۔ جب سادھک کے دماغ میں یہ بات اچھی طرح بیٹھ جائے۔ تب وہ گھر باہر سب جگہ اس کو دیکھے گا۔ اس کو پرماتما کی ہستی کے متعلق کسی قسم کا شبہ نہیں رہے گا۔ انسان پاپ کرتے ہوئے ایکانت جگہ کھوجتا ہے تاکہ اس کو کوئی دیکھ نہ سکے۔ لیکن جب یہ یقین پختہ ہو گیا۔ کہ پرماتما سب جگہ حاضر و ناظر ہے۔ تب پاپ کرنے کے لئے ایکانت کیوں کھوجے گا۔ کیونکہ اب اسے یہ پختہ یقین ہو چکا ہے۔ کہ کہیں بھی پاپ کرنے سے وہ پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ وہ ہر جگہ موجود۔ اس کی ساری حرکات و سکنات کا شاہد ہے۔ اس گیان کے ہوتے ہی اس کا من پاپ سے ہٹ جاتا ہے۔ اب اس کے من سے سب وسوسے دُور ہو چکے ہیں۔ اب جب اسے کوئی شک ہی نہ رہا۔ تو وہ غلط راستے پر جائے گا ہی کیسے ۔

اس منتر میں ایک لطیف بات کہی ہے۔ جو ترجمے میں ادا نہیں کی
جا سکی۔ اسے چاہے اُردو زبان کی بے مائیگی سمجھئے یا ہماری کمزوری۔ اس کو
یہاں واضح کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ منتر میں دو شبد सनु + पश्यति
استعمال ہوئے ہیں۔ جس کا ترجمہ "دیکھتا ہے" کیا گیا ہے۔ دراصل صحیح
ترجمہ "بعد میں یا بعد ازاں دیکھتا ہے" یعنی شبد ارتھ میں अनु کا
ترجمہ نہیں دیا جا سکا۔ اب بعد میں یا بعد ازاں کے مفہوم کو سمجھنے کی ضرورت
ہے۔ ہم روزمرہ دیکھتے ہیں۔ کہ دُنیا میں کوئی بھی کاریگر کوئی ایسی چیز نہیں
بناتا۔ جس کی دُنیا والوں کو مطلقاً ضرورت نہ ہو۔ اس سے یہ نتیجہ نکلا۔ کہ
مرتب اور مرکب اشیاء اور اُن کی علت مادی کا وجود کسی دوسرے کیلئے
ہے۔ اشیاء کے بنانے کے لئے جیسے عقل کی ضرورت ہے۔ ویسے ہی برتنے اور
استعمال کرنے کے لئے بھی عقل چاہیئے۔ مطلب یہ کہ جس کے یا جن کے لئے اشیاء
کو ترکیب اور ترتیب دی جاتی ہے۔ وہ صاحب فہم ہوتے ہیں۔ یہ اور بات
ہے۔ کہ سب میں درجہ فہم برابر نہ ہو۔ درجہ فہم برابر نہ ہونے سے ان کے طریقہ
استعمال میں اختلاف اور تضاد بھی ہو سکتا ہے۔ اس طریقہ استعمال میں
اختلاف کا سبب خواہشات کا اختلاف بھی ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے
کہ اس مرتب دُنیا اور اشیاء کو استعمال کرنے والے بیشمار ہیں۔ اور ان کی
خواہشات بھی مختلف ہیں۔ اس اختلاف کے باعث ہی دنیا میں رنگ برنگی اور
گوناگونی ہے۔ برہم کو سرو ویاپک سمجھنے کے لئے ان کا یعنی دُنیا کی اشیاء اور ان
کے استعمال کنندوں کا علم ہونا ضروری ہے۔ اگر یہ دُنیا وی اشیاء اور ان کی
علت مادی اور ان کے استعمال کنندہ نہ ہوں۔ تو برہما تما سرو ویاپک کیسے
ہو سکتا ہے۔ "سرو ویاپک کے معنی ہیں "سب میں اندر باہر رہنے والا" جب
"سب" ہی نہیں۔ تو "سب میں .....؟ کیسے + अनुपश्यति لفظ
کے ذریعے اس راز کو بیان کیا گیا ہے۔ برہم کی سرو ویاپکتا کو جاننے کیلئے

اس "سروپ" کو جاننا نہایت لازمی ہے۔ "سروپ" کو جب سادھک اچھی طرح سمجھ لے گا۔ تب سروو یاپک کا سمجھنا آسان ہو جائے گا۔ مطلب یہ کہ اس دُنیائے فانی کے وناشی سورُوپ اور اس کی علتِ غائی۔ پریوجن اور اپنے چیتن سورُوپ کو جب تک سادھک نہیں سمجھ پاتا۔ تب تک وہ اس پرم تتو کے سمجھنے کے قابل نہیں ہوتا جب وہ اس اننت معلوم دینے والے پرماتما کی رچنا۔ اس کی باقاعدگی کا غائر نظر سے مطالعہ کرتا ہے تو پرماتما کی ہستی میں اس کے سب جگہ حاضر و ناظر ہونے میں اسے کسی طرح کا شک و شبہ ہی نہیں رہ جاتا جب وہ اس سنسار کے پریوجن کا وچار کرتا ہے۔ تب اسے اپنی ہستی کے متعلق بھی شبہات دُور ہو جاتے ہیں۔ تب اسے یہ دُنیا عشرت رنج و محن کا محل معلوم نہیں پڑتی۔ بلکہ اس ذات پرسرور کا مسکن ہونے سے مسرت کا سیما بن جاتی ہے۔ تب اُسے یقین ہوتا ہے۔ کہ بھگوان نے یہ جہان اس کے کلیان کے لئے بنایا ہے۔ پھر وہ پیتے پیتے میں اس آنند سروپ کے درشن کر کے خود آنند ہوتا اور دوسروں کو بھی سُکھی کرتا ہے۔ اس پرکار وہ بھگوان کے درشن अनुदर्शन انو درشن کر کے سب وسوسوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ اُپنشد میں ٹھیک ہی کہا ہے۔

भिद्यते हृदयग्रन्थिश्छिद्यन्ते सर्वसंशयाः ।
क्षीयन्ते चास्य कर्माणि तस्मिन्दृष्टे परावरे ॥

اس پار برہم کے درشن ہونے پر دل کی گانٹھ کھل جاتی ہے سب شکوک مٹ جاتے ہیں بندھن دینے والے کرم ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔ अनुपश्यति لفظ کے دوارا وید بھگوان نے درشن کی منزلیں بھی بیان کر دی ہیں ۔

موہ اَور شوک کا ناش

برہم گیان سے شوک موہ کا خاتمہ

ओ३म्। यस्मिन्त्सर्वाणि भूतान्यात्मैवाभूद्विजानतः।
तत्र को मोहः कः शोकः एकत्वमनुपश्यतः ॥७॥

شبد ارتھ यस्मिन جس اوستھا میں ۔جس کال میں
।विजानतः। وگیانی کے لئے सर्वाणि سب भूतानि।
پدارتھوں پر आत्मा آتما एव ہی। अमूत حاوی
ہو جاتا ہے۔ । तत्र اس حالت میں एकत्वम ایکتا۔ وحدت
کا अनु + पश्यतः। دیدار کرنے والے کو कः کیسا मोहः
موہ اور । कः کیسا । शोकः شوک۔

وید سب ستیہ ودیا کا پستک ہے۔ یہ سدھانت سارے رشی منیوں کو منظور ہے۔ اور یہ بھی سبھی مانتے ہیں۔ کہ وگیان کرم۔ اپاسنا اور گیان یہ ان میں سے چار پردھان ہیں۔ باقی سب مضامین ان میں ہی شامل ہیں۔ ان چاروں میں بھی وگیان پردھان ہے۔" وگیان اس کو کہتے ہیں جس سے کرم اپاسنا اور گیان ان تینوں کا ٹھیک ٹھیک استعمال کرنا۔ اور جس کے ذریعے برہم سے لے کر تنکے تک تمام پدارتھوں کا ساکشات بودھ حاصل کرنا اور ان کا صحیح اور درست استعمال کرنا ہوتا ہے یہی اس کی پردھانتا فضیلت کا سبب ہے ؎

پچھلے منتر میں بتلایا جا چکا ہے۔ کہ برہم کی سرود یا یکتا کا گیان کرنے کے لئے برہم سے علاوہ سرو، کو ماننا اور اس کو ٹھیک ٹھیک جاننا لازمی ہے

برہم کی اس سروِدیا پکتا کا جس کو اس طرح کا حق الیقین ہے۔ اس کو وگیانی کہتے ہیں۔ وگیانی انو بھو کرتا ہے۔ کہ برہم اور کیول برہم ہی دُنیا جہان کی تمام اشیاء پر حاوی ہے۔ اس کے سوا اور کوئی بھی ایسا پدارتھ نہیں۔ جو سب کے اندر یا باہر اس طرح سمایا ہُوا ہو۔ اور سب کو اپنے آدیش کے آدھین رکھ سکتا ہو۔ اس گیان کے سبب اسے ایک نیا جلوہ دکھائی دیتا ہے۔ وہ ہے جلوۂ وحدت۔ اب اس کی نظروں سے تفریق غائب ہو چکی ہے۔ دوئی مِٹ گئی ہے۔ سب جگہ اسے وحدت ہی وحدت نظر آتی ہے۔ یہ جلوۂ وحدت بہت عجیب و غریب ہے۔ اسے سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اسے نہ سمجھ کر بہت سے بڑے بڑے عالم بھی اپنے آپ کو برہم کہنے لگتے ہیں یا خود خدا بنیں خود خدا کا مسئلہ अहं ब्रह्म اسی غلط فہمی کے سبب سے پیدا ہوتا ہے۔ اس واسطے اس وحدت کی حقیقت کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیئے۔ اپنے آپ پر ذرا نگاہ ڈالیں۔ تو وحدت کی حقیقت فی الفور آشکارا ہو جائے۔ ہم دو چیزیں ہیں۔ ایک آتما اور دُوسرا جسم۔ یہ جسم بادی النظر میں ایک نظر آتا ہے۔ فی الحقیقت یہ بے شمار اشیاء کا مجموعہ یا مرکب ہے۔ اس میں سر ہے۔ گردن ہے۔ چھاتی ہے۔ بازو ہیں۔ پیٹ ہے۔ پیٹھ ہے۔ رانیں ہیں۔ ٹانگیں ہیں پاؤں ہیں۔ ہاتھ ہیں۔ سر میں پیشانی ہے۔ کھوپڑی ہے۔ آنکھیں ہیں۔ کان ہیں ناک ہے۔ مُنہ ہے۔ مُنہ میں دانت اور زبان ہیں۔ چھاتی میں پسلیاں ہیں۔ دل ہے۔ پھیپھڑے ہیں۔ پیٹ میں گُردے ہیں۔ جگر ہے۔ تلی ہے۔ آنتیں ہیں۔ ہاتھوں میں اُنگلیاں ہیں۔ پاؤں میں انگلیاں ہیں۔ پھر آگے ان اُنگلیوں کے پورے ہیں۔ مطلب یہ کہ اگر جسم کے اجزا اور اعضا کا شمار کرنے لگیں۔ تو تھک جائیں۔ اور اگر ان اجزا اور اعضاء کے حصے بخروں کو بھی شمار میں لانا چاہیں۔ تو شائد انسانی عقل چکرا جائے

باقی باتیں جانے دیں۔ سر کے بالوں کی تعداد کتنی بڑی ہے۔ لیکن پھر بھی جسم ایک ہے۔ اس کا سبب ہے۔ وہ ہے آتما۔ اس آتما کے بھوگ کا یہ سادھن ہے۔ آتما اس جسم کے تمام حصّوں میں شاسن کرتا ہے۔ اب ذرا اس سنسار کے پدارتھوں پر غور کیجیئے۔ پرماتما نہ صرف تمام کا حاکم ہے۔ بلکہ ان کے اندر باہر سمایا ہوا ہے۔ جس طرح ایک آتما کے کارن بیشمار اجزاء کا مجموعہ ہوتا ہوا بھی جسم ایک ہے۔ عین اسیطرح یہ دُنیا جس میں تُو جیں بھی شامل ہیں۔ ایک کیوں نہ مان لی جائے۔ یعنی جسطرح ہاتھ پیر وغیرہ اعضاء ہیں۔ اسی طرح تمام چیزیں اور جڑ پدارتھوں کو پربھو کا شریر مان لیں۔ اور پرماتما کو آتما کے ستھان میں۔ تب وحدت بنی بنائی ہے۔ جس طرح آنکھ کان سے نفرت نہیں کرتی۔ اس کے کام کو بگاڑتی نہیں۔ ضرورت پڑے۔ تو امداد کرنے کو تیار رہتی ہے۔ ہاتھ پیروں کی مخالفت نہیں کرتے۔ بلکہ بوقت ضرورت ان کی اعانت کرتے ہیں۔ اب اگر سارے انسان اپنے آپ کو بھگوان کا شریر مان لیں۔ تو جس طرح آتما کے شریر کے مختلف اجزا کا آپس میں کوئی ویرودھ نہیں ہے۔ کوئی مخالفت نہیں ہے۔ اسی طرح پرماتما کے شریر رُوپی انُوجوں کا بھی آپس میں ویرودھ۔ نفرت۔ مغائرت مٹ جاتی ہے۔ جب ہم سب آتماؤں کا انتر آتما پرماتما ہے۔ تو ہم میں مخالفت۔ تضاد۔ عناد رہ ہی کیسے سکتا ہے۔ کیونکہ اب تو ہم سب ایک ہو گئے۔ ڈر یا خطرہ غیر سے ہوتا ہے۔ غیر تو اب کوئی رہا نہیں۔ جس نے اس وحدت کے اس طرح دیدار کر لئے۔ سچ مچ اس کو موہ اور شوک ہو نہیں سکتے۔

اگیان کے کارن راگ۔ دویش پیدا ہوتے ہیں۔ راگ دویش کے کارن منش دُنیا کی کچھ ایک اشیاء کے ساتھ رشتہ یگانگت بنا لیتا ہے اور کچھ سے بیگانہ بن بیٹھتا ہے۔ بیگانوں سے نفرت اور یگانوں سے

محبت کرنے لگتا ہے۔ جن کو اپنا سمجھ لیتا ہے۔ ان کے ساتھ محبت کا نام موہ ہے۔ جہاں موہ ہو۔ وہاں شوک کا ہونا لازمی ہے۔ یہ دونو ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ ہیں۔ ایک دوسرے کے ساتھ لازم ملزوم ہیں۔ جن کے ساتھ پریتی ہے۔ ان سے میل ہونے پر دل میں انوراگ کا پیدا ہونا لازمی ہے۔ اسی طرح ان کی جدائی میں شوک دکھ پیدا ہونا بھی ضروری امر ہے۔ جو آتما موہ اور شوک کی آماجگاہ بن رہا ہو اس کو تسکین قلب کہاں۔ ایک کے ساتھ محبت اور دوسرے کے ساتھ نفرت تبھی تک رہتی ہے۔ جبتک برہم کی مذکورہ بالا وحدت کا علم الیقین نہیں ہوتا۔

اس منتر میں بھی پچھلے منتر کی طرح | अनु + पश्यत: | شبد قابل غور ہے۔ اس میں بھی अनु الفاظ کا ترجمہ نہیں دیا جا سکا۔ یہاں بھی پچھلے منتر کی طرح وچار کر لینا چاہیئے۔

کئی لوگ کہتے ہیں۔ کہ اگر برہم سے علاوہ بھی اشیاء ہیں۔ تو پھر برہم کی ایکتا کیسی؟ ان کی سیوا میں نمر نویدن ہے۔ کہ برہم کی وحدت کے معنے ہیں۔ برہم کا ایک ہونا۔ برہم سے غیر کسی اور کو برہم نہ ماننا۔ اگر برہم کے علاوہ اور کسی کی ہستی نہ ہو۔ تو برہم کو اَدویم بے مثال کہنا بے معنی ہو جاتا ہے۔ کسی کو بیمثال تبھی کہا جا سکتا ہے۔ جب اس کے علاوہ اور بھی ہو۔ لیکن اس کے پایہ کا ان میں کوئی بھی نہ ہو۔ لیکن اگر وہ ہو ہی اکیلا۔ تب بے مثال کہنے کے کوئی معنے نہیں۔

بہت سے لوگ आत्मैवाभूत् کا ارتھ کرتے ہیں۔ آتما ہی ہو جاتا ہے۔ یعنی ایک حالت ایسی آتی ہے۔ جب کہ گیانی تمام اشیاء کو آتما ہی سمجھنے لگ جاتا ہے۔ سب کو برہم ماننے لگ جاتا ہے۔ یہ ارتھ ٹھیک نہیں ہے۔ ویدک محاورے کے خلاف ہے۔ اس کا وستار پوروک

مفصل ہمارے لکھے آتم اُپنشد کے بھاشا بھاشیہ میں ملیگا۔ دوسرا اعتراض
اس پر یہ وارد ہوتا ہے۔ کہ ایسا گیان یتھارتھ حقیقی ہے یا متھیا غلط۔
اگر حقیقی ہے۔ تو کس سبب سے۔ یہ حقیقی گیان اس کو پہلے نہ ہؤا کس
کارن سے سردگیہ برہم اپنے سوروپ کو بھول بیٹھا۔ جب برہم سے غیر
کوئی شے ہی نہیں۔ تو وہ اپنے آپ کو آتما برہم سے علیحدہ کیسے تصور
کر بیٹھا۔ اس واسطے اس کے وہی ارتھ ٹھیک ہیں۔ جو ہم نے کئے ہیں
ہمارے ارتھوں میں ایک زبردست پرمان اَور بھی ہے۔ وہ یہ کہ اگر وید
کو یہ مسئلہ ہوتا۔ تو اس ادھیائے کے آغاز میں
ईशावास्यमिदं सर्वं (یہ سب ایشور سے بسا اور ڈھکا
ہوا ہے) نہ کہکر ईश एवेदं सर्वम् । (یہ سب کچھ ایشور ہی)
ایسا اُپدیش دیا ہوتا۔ چوتھے اور پانچویں منتر میں صاف اور غیر مبہم
الفاظ میں برہم سے علیحدہ چیزوں کی ہستی تسلیم کی گئی ہے۔ اس
واسطے برہم سے علیحدہ کسی چیز کی ہستی قبول نہ کر کے اپنے آپ کو اور ان
تمام اشیاء کو برہم ماننا اُسر سدھانت ہے۔ ویدک سدھانت نہیں
وید میں ایسا حرف بھی بیکار اور بے معنی استعمال نہیں ہوتا۔ اگر برہم
کے علاوہ دیگر اشیا نہ ہوتی تو ان دونوں منتروں میں انودرشن کا آدیش نہ
ہوتا۔ "سب میں برہم کے درشن" یہ فقرہ تبھی بامعنی ہو سکتا ہے۔ اگر
برہم سے علاوہ دوسری اشیاء بھی ہوں۔ جن کا جاننا برہم گیان میں
آ جاتا ہے۔ وید میں अनु । کا استعمال بامطلب ہے۔ اور یہ
بتلاتا ہے۔ کہ برہم سے علاوہ بھی اشیاء ہیں۔ اسیطرح । जानतः ।
سے کام چل سکتا تھا۔ لیکن وید نے विजानतः کا استعمال کیا । वि । کا
مطلب ہے کہ برہم گیانی وگیانی ہوتا ہے۔ اور وگیانی وہ ہوتا ہے۔ جو برہم سے
علیحدہ تمام اشیاء کی ماہیت جانتا ہو۔ وگیانی کے لغوی معنی ہیں مختلف

اشیاء کا عالم۔ جبتک متعدد اشیاء نہ ہوں۔ تب تک وگیانی بننا ناممکن ہے
اس واسطے وحدت کا۔ ایکتا کا ہی ارتھ درست ہے۔ جو ہم نے اوپر کیا
ہے۔ لہٰذا تمام مصائب سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے برہم کا یتھارتھ
گیان حاصل کرنا نہایت ضروری ہے۔ وہ لفظی نہیں چاہیئے۔ وہ عملی چاہیئے
اس منتر کے ساتھ ایش اُپنشد کا تیسرا ادھیکرن سماپت ہوتا ہے۔ اس
منتر کی توضیح چھاندوگیہ اور برہد آرنیک اُپنشدوں میں یاگولکیہ اور میتری کے
سمواروں میں ہے۔ اس سے اگلے ادھیکرن میں ایشور کے سروپ کا بیان
ہوگا ؛

ایشور کا سروپ

स पर्यगाच्छुक्रमकायमव्रणमस्नाविरꣳ शुद्धमपापविद्धम् ।
कविर्मनीषी परिभूः स्वयम्भूर्याथातथ्यतोऽर्थान्व्यदधाच्छाश्वतीभ्यः समाभ्यः ॥८॥

شبدارتھ:- सः وہ یوگی परि سب جگہ शुक्रम
روشن اور جلدی کرنے والا । अकायम् مبرّا از جسم
अव्रणम् । مبرّا ازلی अस्नाविरम् ; تمام بندشوں
سے آزاد । शुद्धम् پاک । अ + पाप + विद्धम् گناہ کے شائبہ
سے بھی منزہ پرماتما کو । अगात् پراپت کرتا ہے۔ وہ پرماتما । कविः
شاعرِ ازل مہا گیانی । मनीषी دلوں کا والی۔ دلوں کا حال جاننے
والا परिभूः سب جگہ موجود دشمنوں کو دنڈ داتا स्वयम्भूः
لم یلد۔ جس کا کوئی کارن نہیں اپنی शाश्वतीभ्यः ہمیشہ رہنے
والی । समाभ्यः ; پرجاؤں کے لئے اور پرجاؤں سے
[शाश्वतीः समाः] ہمیشہ याथातथ्यतः ٹھیک ٹھیک

। अर्थात्। پدارتھوں کو व्यदधात बناتا ہے ؛

پہلے منتر میں پرماتما کو عالم کل اور محیط کل بنا کر اس کے حکم کے مطابق چلن بنانے کی تلقین کی گئی - دوسرے منتر میں پہلے منتر کی تعلیم سے پیدا شدہ اعتراض کا جواب دیتے ہوئے زندگی بھر نیک افعال کرنے کا اپدیش کر کے تیسرے منتر میں اس کی خلاف ورزی کرنیوالے کی حالت کا بیان کیا گیا ہے۔ چوتھے اور پانچویں منتر میں پرماتما کی وحدت اور ہر جگہ موجودگی سمجھائی گئی۔ چھٹے اور ساتویں منتر میں ایشور کی ان صفات کے علم کا نتیجہ بیان کیا گیا۔ ان سات منتروں میں ایشور کا بیان اشارتاً وکنایتہً ہی آیا ہے۔ مفصل تو کیا مجمل بیان بھی نہیں ہؤا۔ "ایشور کیسا ہے" یہ سوال ویسے کا ویسا بنا رہا۔ اس سوال کا جواب دینے کے لئے اس منتر کا نزول ہؤا ہے۔ اس منتر میں اجمالی طور سے پرماتما کی ان صفات کا بیان ہؤا ہے۔ جن کا جاننا اور پہچاننا سادھک کے لئے نہایت ضروری ہے ؛

سب سے پہلے اس منتر میں پرماتما کی وہ صفت بیان کی گئی ہے۔ کہ جس سے پرماتما کی شکتی کا پتہ ہو۔ اس "شکر" یعنی پرماتما کو اپنے کام کرتے کوئی دیر نہیں لگتی۔ اس کا سبب ہے۔ وہ یہ کہ

پرماتما میرا از جسم ہے جسم کی قید سے بری ہونے کے کارن اس کو دیر نہیں لگتی۔ اس واسطے پرماتما کو یہاں اکایم کہا گیا ہے۔ جس کے جسم ہوتا ہے اس کے جسم میں کمی بیشی۔ بیماری۔ تکلیف۔ زخم۔ چوٹ آنے کا بھی امکان رہتا ہے جو جسم سے مبرا ہے۔ اس میں ان نقائص کی گنجائش ہی نہیں۔ لہذا پرماتما کو اس منتر میں اورنم - کمی سے مبرا کہا ہے جس میں کوئی کمی ہوتی ہے۔ اس کو دور کرنے کی خواہش کا اس میں ہونا قدرتی امر ہے جس کو خواہشات ستاتی ہیں۔ وہ بندش میں پڑتا ہے۔ وہ آواگون۔ پیدائش و موت۔ بقا یا فنا کے چکر میں بھی پڑتا ہے چونکہ اس میں کوئی کمی نہیں۔ اس واسطے اس میں کسی قسم کی خواہش بھی نہیں۔ خواہشات سے خالی ہونے کے باعث وہ تمام بندشوں سے آزاد ہے۔ اس واسطے

اس کو اسناویرم کہا گیا ہے۔ جب وہ قیاد جسم سے مبرّا ہے۔ تمام نقائص سے پاک ہے۔ اور تمام بندشوں سے آزاد ہے۔ تو اس کے پاک ہونے میں کیا شک رہ گیا۔ اس بات کو جتلانے کے لئے اسے شدھم کہا گیا ہے۔ جو شُدھ ہے پاک ہے۔ پوتر ہے۔ وہ گناہوں سے مبرّا و منزہ تو خود ہی ہو گیا۔ اس میں گناہ آ کیسے سکتا ہے۔
× × گناہ تو سرزد بھی اسی سے ہوتا ہے۔ جسمیں کوئی خواہش ہو۔ خواہش کی تکمیل کے لئے انسان راہ راست سے تجاوز کر جاتا ہے۔ راہ راست سے تجاوز کرنے کا نام گُناہ ہے۔ پرماتما میں جب خواہشات ہی نہیں۔ تو پھر اس سے گناہ یا خطا ہو بھی کیسے سکتی ہے +

یہاں ایک سوال اور پیدا ہوتا ہے۔ کہ بیجان غیر مدرک اشیاء بھی کسی قسم کی خطا نہیں کرتیں۔ ان میں کسی قسم کی کوئی خواہش نہیں ہوتی۔ تو ان اشیاء کو پرماتما کیوں نہ مان لیا جائے؟ اس کا جواب دینے کے لئے کہا۔ وہ پرماتما کوی بھی ہے۔ کوی کے معنے ہیں۔ جو پوشیدہ اشیاء کا علم رکھتا ہے۔ اور دوسروں کو بھی ہر قسم کا علم دے سکتا ہے۔ اور جو بہت بڑا عاقل ہے۔ منتر کے پہلے حصے میں بیان کیگئی صفات سے پرماتما کی بشریت سے انکار ہے۔ یہاں اس کی مادیت کی بھی تردید ہے۔ دُنیا میں بہت سے ایسے انسان ملتے ہیں۔ جن کی عقل و فہم و علم دُنیا کو دنگ کر دیتی ہے۔ لیکن وہ دوسرے لوگوں کے دلوں کا حال مکمل طور پر نہیں جانتے۔ لیکن پرماتما۔ شاعر اول پرماتما۔ عالم کل پرماتما تمام کے دلوں کے حال سے بھی واقف ہے۔ یعنی اگر دل میں ہی کوئی گناہ کرے۔ اور یہ سمجھے۔ کہ میرے اس گناہ کو کوئی نہیں جان پایا۔ وید کہتا ہے۔ ایسا سمجھنا اس کی حماقت ہے بھول ہے۔ کیونکہ وہ محیطِ کل ہونے کے ساتھ منیشی یعنی دلوں کا حال جاننے والا ہے۔ دلوں کا حال جاننے کا مطلب یہ ہوا۔ کہ وہ رُوحوں کے تمام ظاہر و پوشیدہ عیوب و خوبیوں کو جانتا ہے۔ اس واسطے وہ ہر جگہ موجود

پرماتما گنا ہگاروں کو سزا بھی دیتا ہے یعنی وہ پرکھو بھی ہے۔ اتنی صفات
کا مالک ہوتے ہوئے بھی وہ کسی سے پیدا نہیں ہوتا۔ وہ اپنی ہستی میں
کسی کا محتاج نہیں ہے۔ وہ سوئمبھو ہے۔ اگر پرماتما کی ان صفات کا
صحیح صحیح علم ہو۔ اور وہ یقین کے درجے تک پہنچا ہوا ہو۔ تو انسان
کوئی پاپ ہی نہیں کر سکتا۔ اگرچہ پرماتما کو محیطِ کُل کہا گیا ہے۔ لیکن ابھی تک
صاف الفاظ میں "کُل" کا بیان نہیں کیا گیا۔ اور نہ ہی یہ بتایا گیا ہے۔ کہ
"کُل" پیدا شدہ ہے یا غیر پیدا شدہ۔ اور کہ بلا شبہ پرماتما سوئمبھو ہے۔
لیکن اس کے ساتھ یہ دُنیا بھی سوئمبھو ہے۔ اس کا جواب دینے کے منتر کا
چوتھا ٹکڑا ہے۔ اس میں بتلایا گیا ہے۔ کہ مذکورہ بالا صفات سے موصوف
پرماتما ازل سے اپنی جیسی ازلی رعایا کے لئے ازلی مادے سے ٹھیک ٹھیک
پدارتھوں کو۔ اشیاء کو اور علوم کو بناتا ہے۔ عالمِ کُل پرماتما نے اس چھوٹے
سے ٹکڑے میں بہت سی باتوں کا بیان کر دیا ہے۔

शाश्वतीभ्य: । समाभ्य: یہ دونوں الفاظ چترتھی
اور پنچمی دونوں وبھکتیوں کے رُوپ ہیں۔ । समा: । شبد کا ایک ارتھ
ہے۔ برابر والی۔ وید اور دلیل دونوں اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ ازلیت
وابدیت میں ارواح اور مادہ پرماتما کے برابر ہیں۔ پرماتما بھی ہمیشہ سے
ہیں۔ اور ہمیشہ رہیں گے۔ ارواح اور مادہ بھی ہمیشہ سے ہیں۔ اور ہمیشہ
رہیں گے۔ اگر ارواح و مادہ کو ازلی و ابدی نہ مان کر حادث اور فانی مانیں۔ تو
پرماتما ہمیشہ مالک نہیں ثابت ہوتا۔ جب رُوحیں اور مادہ نہیں تھے۔ تب
وہ کن کا مالک تھا۔ کس چیز سے رُوح اور مادے کی خلقت کی۔ کیوں کی۔ اسے
ان کے بغیر کیا کمی محسوس ہوتی تھی۔ کہ اس نے ان کو پیدا کیا۔ وغیرہ وغیرہ ایسے
سوال اُٹھتے ہیں۔ جن کا کوئی معقول جواب نہیں ملتا۔ لہٰذا یہی ماننا پڑتا
ہے۔ کہ پرماتما بھی ازلی اور ابدی ہے۔ اور اس کی ملکیت اور رعیت

مادہ اور رُوحیں بھی ازلی اور ابدی ہیں۔ کئی لوگ اس پر اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کہ جب رُوح اور مادہ خدا کی طرح ازلی ہیں۔ تو خدا کو ان دونوں پر کیا فضیلت ہے۔ اس کو ان پر کیوں فوقیت دی جائے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اعتراض کرنے والے تمام ہم عمروں کو ایک سی لیاقت اور طاقت والے مانتے ہیں۔ ورنہ یہ اعتراض نہ کرتے۔ لیکن ان کا یہ قیاس مشاہدہ کے خلاف ہے۔ کیا جس دن ایک شہنشاہ چکرورتی راجہ پیدا ہوتا ہے۔ اس دن اس ساعت اور کوئی بچّہ پیدا نہیں ہوتا۔ اگر پیدا ہوتے ہیں۔ تو اس چکرورتی راجہ اور اس کی بیک وقت پیدا ہونے والے دوسرے بچوں میں اتنا فرق کیوں ہے۔ کیونکہ بقول آپ کے ان سب کے ہم عمر ہونے سے ان سب میں کسی قسم کا تفاوت نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن تفاوت ہے اس واسطے ہم عمری برابری کا سبب نہیں۔ فوقیت اور برتری کا دوسرا سامان ہے۔ پرماتما علیم کل ہے رُوح کم فہم ہے۔ اور مادہ غیر مدرک ہے۔ لہٰذا فہم اور ادراک کے معاملے میں پرماتما سب سے برتر اور افضل ہے۔ اسی طرح پرماتما قادر مطلق ہے رُوح بہت ہی کمزور واقع ہوئی ہے۔ اور مادے میں تو کوئی قدرت ہی نہیں۔ اسی طرح اور بے شمار صفات کے سبب پرماتما رُوحوں اور مادہ سے برتر اور افضل ہے۔ مطلب یہ کہ پرماتما ازلیت میں اپنے ہم پایہ رُوحوں کے لئے ازلیت میں ہم پلہ مادہ کے اجزا سے مناسب اور واجب ارتھوں کو بناتا ہے۔ ارتھ شبد کے معنی ہیں۔ شئے اور علم۔ جیووُں کے بھوگ کے لیے مادے سے سامان دُنیا بناتا ہے۔ اور ان اشیاء کے مناسب استعمال اور رُوحوں کو راہِ راست دکھلانے کے لیئے آغاز دُنیا میں وید کا علم عطا کرتا ہے۔ منتر کے اس چھٹے ٹکڑے کے ذریعہ مسئلہ ہمہ اوست۔ اہم برہم کی تردید ہوگئی۔ مختصر طور پر منتر میں

مندرجہ ذیل باتوں کا اُپدیش ہے:-

۱- پرماتما جسم سے مبرا ہے۔ لہذا اس کی کوئی مورتی۔ تصویر نہیں ہوسکتی۔ اس واسطے اس کی مورتی بنانا پرماتما کی ہتک ہے ؛

۲- وہ تمام کمیوں سے پاک ہے۔ اس واسطے اس میں کوئی خواہش ہی نہیں اور وہ محیط کل ہے۔ لہذا اُس کا جسم کی قید میں آنا یعنی اوتار دھارن کرنا ناممکن اور لغو ہے ؛

۳- اس سے کسی قسم کا گناہ ہو ہی نہیں سکتا۔ وہ بالکل پاک ہے ؛

۴- وہ عالم کل ہے۔ سب کچھ جانتا ہے۔ عالم کل ہونے کے ساتھ وہ دلوں کا حال بھی جانتا ہے۔ مطلب یہ کہ انسان اس سے اپنا کچھ نہیں چھپا سکتا ؛

۵- وہ ازلی اور ابدی ہے۔ وہ لم یلا ہے۔ اس کا کوئی کارن نہیں ؛

۶- اس دنیا کو وہی پیدا کرتا ہے۔ اور جیوؤں کو اُن کے کرموں کے پھل دینے کے لئے پیدا کرتا ہے ؛

۷- وہ نیستی سے ہستی نہیں کرتا۔ بلکہ جیسے وہ ازلی اور ابدی ہے۔ اسی طرح رُوحیں اور مادہ بھی ازلی اور ابدی ہیں ؛

۸- رُوح اور مادہ کے ازلی اور ابدی ہونے سے سنسار کا بھی پرواہ سے اناد ہی اور اننت ہونا ثابت ہو جاتا ہے ؛

۹- جیسے وہ جیوؤں کے کرم پھل دینے سے سنسار کی رچنا کرتا ہے۔ ویسے ہی وہ تمام اشیاء کے مناسب استعمال اور جیوؤں کو راہ راست دکھانے کے لئے ان کو آغاز دُنیا میں وید کا گیان بھی دیتا ہے ؛

۱۰- اس کی رچنا ٹھیک ٹھیک اور مناسب یعنی جیوؤں کی ضروریات کے مطابق ہوتی ہے۔ اس میں کوئی نقص نہیں ہوتا ؛

اس منتر کے ساتھ ایش اُپنشد کا چوتھا ادھیکرن ختم ہوتا ہے ؛

ایشور سے غیر کی پرستش کا نتیجہ

ओ३म् । अन्धंतमः प्रविशन्ति येऽसम्भूतिमुपासते ।
ततो भूय इव ते तमो य उ सम्भूत्याꣳ रताः ॥९॥

شبدارتھ:- ये । جو । असम्भूतिम् । اسمبھوتی - پیدا نہ ہونے والے مادہ کو । उपासते । پوجتے ہیں - وے । अन्धम् । گھور سخت । तमः । اندھکار ظلمت میں । प्रविशन्ति । پرویش کرتے ہیں - داخل ہوتے ہیں - اور । ते । وے । ततः । اس سے بھی । भूय+इव । تو بڑھ کر زیادہ । तमः । ظلمت میں داخل ہوتے ہیں - । ये । جو । सम्भूत्याम् । سمبھوتی - مادی اشیاء میں । रताः । لگے رہتے ہیں - غلطاں رہتے ہیں ۞

پرمیشور کی اُپاسنا - آرادھنا - عبادت سبھی کرنا چاہتے ہیں - لیکن پرمیشور تک پہنچ نہیں پاتے - راہ معرفت میں ایک عجیب اُلجھن در پیش آتی ہے - کہ بغیر عبادت وصال یاری نصیب نہیں ہوتا اور بغیر وصال عبادت لگ بھگ ناممکن ہے - جب یہ اُلجھن سامنے آتی ہے - تو بہت سے راہرو آگے چلنا چھوڑ بیٹھتے ہیں - ان کا دماغ جواب دے جاتا ہے - دوسرے ایسے ہیں - جو یہ سوچتے ہیں - کہ دُنیا میں علت و معلول کا سلسلہ - کارن کاریہ کرم کام کرتا نظر آتا ہے - دُنیا میں جب کسی مرکب چیز کو لیتے ہیں - ان کو اس کے اجزا معلوم دیتے ہیں - ان اجزا کے بھی اجزا - اسی طرح دُور تک یہ سلسلہ جاتا ہے - اور انت میں ان کا دماغ نہیں بتلاتا ہے - کہ اس سلسلے کو کہیں بھی ختم نہ کریں - تو دُنیا میں سبھی اشیاء - رائی اور

پہاڑ برابر ہونے چاہئیں۔ کیونکہ جیسے پہاڑ کے اجزا کبھی ختم نہیں ہوتے۔ ویسے رائی کے بھی۔ اِس واسطے قبول کرنا پڑتا ہے۔ کہ مرکّب شے کے اجزاء لا تجزاء پرمانو کہلاتے ہیں۔ وہ ان آنکھوں سے کیا۔ دُوربین یا خوردبین کی مدد سے بھی دکھائی نہیں دیتے۔ ایسے لوگ اس علت معلول کے سلسلے میں ایسے مستغرق ہوتے ہیں۔ کہ انہیں مادہ اور مادی اشیاء کے علاوہ کسی اَور چیز کا احساس ہی نہیں ہوتا۔ اَور چونکہ مادہ انہیں تمام مرکّب اشیاء کا سبب الاسباب معلوم دیتا ہے۔ اس واسطے وہ صرف مادے کی ماہیّت اَور اصلیّت کا علم حاصل کرنے میں زندگانی لگا دیتے ہیں۔ اَور مادہ کے علاوہ مدرک۔ چیتن کی طرف ان کا دھیان جاتا ہی نہیں۔ ان کی دماغ کی حالت اَور ان کا طرزِ استدلال کچھ اس طور کا ہو جاتا ہے۔ کہ مادہ کے علاوہ اَور کسی کی ہستی قبول ہی نہیں کرتے۔ اگر ان سے دریافت کیا جائے۔ جناب من۔ دُنیا میں تو مدرک اَور غیر مدرک۔ چیتن اَور جڑ دو قسم کی اشیاء ہیں۔ اس کے برعکس مٹی کا ڈھیلا۔ پتھر۔ سونا۔ چاندی۔ موتی۔ ہیرا۔ لعل۔ جواہر غیر مدرک ہیں۔ جڑ ہیں۔ ان میں قوت احساس ہے ہی نہیں۔ اس بیّن اَور غیر مبہم تفریق کی موجودگی میں آپ مادے کے علاوہ چیتن کی ہستی سے کیسے انکار کرتے ہیں۔ اس اعتراض کے جواب میں مادہ کی دو قسمیں مان لیتے ہیں۔ ایسے مادہ پرست۔ پرکرتی پوجکوں کے متعلق ویاسہ کا ارشاد ہے۔ کہ وہ گہری ظلمت میں غرق ہوتے ہیں۔ بات بھی درست ہے۔ کیونکہ وہ جو جڑ مادہ میں ہی محو رہتا ہے۔ مادہ سے اُوپر اُٹھ کر جس نے رُوحانی نُور کا کبھی بھی جلوہ نہیں دیکھا۔ وہ ظلمت کے سوا اَور کہاں رہیگا۔

کئی لوگ ایسے ہیں۔ جو اس دُنیا کے اشیائے بوقلموں کو دیکھ کر مست ہو جاتے ہیں۔ آہا۔ سوچو۔ زمین کی کتنی طاقت ہے جب سے دُنیا بنی ہے۔

سبھی جانداروں کو خوراک بہم پہنچا رہی ہے۔ دُنیا کی آبادی روز بروز بڑھ رہی ہے۔ لیکن مادرِ زمین سب کے لئے سامانِ زندگی مہیا کئے جا رہی ہے اسی طرح چاند اور سورج کے متعلق بھی غور کر لیں۔ آغازِ دُنیا سے برابر روشنی دیتے آ رہے ہیں۔ کیا مجال جو ان کی روشنی کی مقدار میں رتی بھر بھی کمی واقع ہوئی ہو۔ ان کی اس بے مثال طاقت اور دوسری صفات کے سبب ایسے لوگ ان کو اپنا معبود بنا لیتے ہیں۔ ان کی پُوجا کرتے ہیں۔ ان کی پرستش کرتے ہیں۔ ان سے منتیں مناتے ہیں۔ ان کے آگے بھینٹ دھرتے ہیں۔ ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے جانوروں تک کی قربانی کرتے ہیں۔ ان کو پانی دیتے ہیں۔ ان کی نقل کرتے ہوئے کئی لوگ ان کی مُورتی بنا کر مندر بناتے ہیں۔ اور ان مندروں میں مُورتیوں کو نصب کرتے ہیں۔ اور ان کے آگے گھنٹہ گھڑیال۔ سنکھ اور ناقوس بجاتے ہیں کئی قسم کی کھانے کی اشیاء نذر کرتے ہیں۔ یہ سارے کے سارے سمبھوتی کے پُجاری ہیں۔ وید کہتا ہے۔ یہ اسمبھوتی کے اُپاسکوں سے بھی زیادہ گہری ظلمت میں گریں گے۔ کیونکہ اسمبھوتی کے پُجاری کم از کم تفتیش کرتے کرتے ایسے پدارتھوں تک تو پہنچے۔ جو فنا کا شکار نہیں ہوتے۔ جو لوگ فانی اشیاء کی پرستش کرتے ہیں۔ ان کی عقل پر گہرا پردہ پڑا ہوا ہے۔ اگر ان کی عقل پر پردہ نہ پڑا ہوتا۔ تو وہ ضرور بالضرور سوچتے۔ کہ جو پیدا شدہ ہے اس کو دائمی بقا کیسی۔ وہ تو ایک دن فنا ہو جائے گی۔ اس واسطے حیات و ممات کے پھندے سے چھٹکارا حاصل کرنے کا خواہشمند۔ تو ایسے معبود کی عبادت کرنا پسند کرے گا۔ جو حیات و ممات کی قید سے آزاد ہو۔ عاقل سوچے گا۔ جس کو میں اپنے ہاتھوں اس اینٹ پتھر گارے۔ چونے کے مندر میں بٹھلا رہا ہوں۔ وہ میرا رازق۔ محافظ کیسے۔ اس کو تو میں نیوید یہ بھینٹ کرتا ہوں۔ اس کی حفاظت کا انتظام بھی میں کرتا ہوں۔ جب

وہ ایسا سوچے گا۔ تب اس کی پوجا چھوڑ دے گا۔ جو ایسا غور نہیں کرتا۔
یا جس کی توجہ ادھر گئی ہی نہیں۔ وہ ظلمت میں نہیں تو کہاں ہے کیونکہ
اگر وہ عقل کے نور سے منور ہوتا۔ تو ضرور ایسا سوچتا۔

یہاں اُپاسنا کے معنے سمجھ لینے چاہئیں تا کہ ان کے متعلق کسی قسم کا
مغالطہ نہ رہے۔ اُپاسنا کے معنے ہیں پاس بیٹھنا۔ جس آدمی کو سردی ستا رہی
ہے۔ اسے گرمی چاہیئے۔ وہ آگ کی اُپاسنا کرتا ہے۔ آگ کے پاس جا بیٹھتا
ہے۔ آگ کی تپش اس کے جسم میں داخل ہو کر اس کے جسم کی سردی کو دور
کر دیتی ہے۔ جو آدمی گرمی سے گھبراتا ہے۔ وہ اس کی مدافعت کے لئے کسی
سرد مقام میں جاتا ہے۔ یا کسی دریائی مقام میں جاتا ہے۔ ان دو مثالوں
سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ جس کی اُپاسنا کیجاتی ہے۔ اُس اُپاسیہ کے گن
صفات اُپاسک میں آتے ہیں۔ جو انسان غیر مدرک۔ جڑ مادہ کی اُپاسنا کریگا
اس میں جڑتا یعنی ادراک کی کمی کی ہی ترقی ہوگی۔ ادراک کی کمی یا نفی کا ہی
نام ظلمت ہے۔

اگرچہ دونوں اشیاء یعنی مادہ کا ہی معلول ہیں۔ لیکن دونوں کی اُپاسنا
کا نتیجہ مختلف ہوتا ہے۔ اس بات کو سمجھانے کے لئے اگلا منتر ہے۔

ओ३म्। अन्यदेवाहुः सम्भवादन्यदाहुरसम्भवात्।
इति शुश्रुम धीराणां ये नस्तद् विचचक्षिरे ॥१०॥

لفظی ترجمہ:- सम्भवात् سمبھوت سے۔ سمبھوتی سے۔ یعنی مادی
اشیاء کی پرستش سے۔ अन्यत् دوسرا (نتیجہ) आहुः ।
کہتے ہیں۔ اور असम्भवात् اسمبھوت سے اسمبھوتی سے
یعنی مادہ کی اُپاسنا سے अन्यत् دوسرا مختلف (نتیجہ) आहुः ।
کہتے ہیں इति ایسا (ہم) ان धीराणाम् دھیانیوں سے
گیانیوں سے۔ عاقلوں سے سنتے ہیں۔ ये جو तत् اس راز کو

न: ہمیں विचचक्षिरे । بالتفصیل بتاتے ہیں ﴿

اس سے پہلے منتر میں اسمبھوتی اور سمبھوتی کے اُپاسکوں کے لئے ظلمت ہی بیان کی گئی ہے۔ اگرچہ دونوں کے درجہ میں فرق ضرور ہے اس منتر میں دونوں کا نتیجہ مختلف جتلایا ہے۔ اس سے دونوں منتروں میں تضاد ورودھ معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو دونوں منتروں کے مطلب میں کوئی تضاد نہیں۔ مادہ اور مادی اشیاء دونوں ہی جڑ ہیں۔ اس واسطے دونوں کے اُپاسکوں میں جڑتا کی ترقی ہوگی۔ لیکن ان کے استعمال کا ایک اور نتیجہ بھی ہے۔ مادہ کی اُپاسنا کرنے والا جب اس کی صفات کو جان پاتا ہے۔ تب وہ ان کو اس طور سے استعمال کرتا ہے۔ کہ اس سے اس کو اور دوسروں کو جسمانی طور پر فائدہ پہنچتا ہے۔ کیونکہ وہ اس تمام دنیا کو مادہ کا کاریہ سمجھتا ہے۔ اور علت معلول کے سلسلہ کو سمجھ کر اس کے مطابق نئی نئی اشیاء مادہ سے بناتا ہے۔ جس سے دنیا کی آسائش میں مدد پہنچتی ہے۔ اس کے برعکس جو صرف مادی اشیاء سے کام لیتا ہے۔ مطلب یہ کہ خود دنیا کی مادی ترقی میں مدد نہ دے کر دوسروں کی ایجادوں اور اختراعوں سے مستفیض ہوتا رہتا ہے۔ ایسا تن آسان۔ آرام پسند انسان دوسروں کا محتاج ہوتا ہے۔ اس واسطے وہ زیادہ ظلمت میں رہتا ہے۔ جو جتنا آتما سے دُور ہوتا ہے۔ اور تن کی پرورش میں منہمک رہتا ہے۔ اتنا ہی وہ محتاج ہوتا ہے۔ جتنی جس کی حاجتیں زیادہ۔ اتنا وہ زیادہ قید۔ قید وبند میں راحت کہاں۔ اس لحاظ سے اس منتر میں کہا۔ کہ دونوں کے نتائج مختلف ہیں۔ اس کو اگلے منتر میں زیادہ وضاحت سے بیان کیا گیا ہے یہاں ایک پرشن پیدا ہوتا ہے۔ کہ وید تو ازلی ہیں۔ آغاز دنیا میں نازل ہوئے پھر ان میں بالتفصیل بتانے والے اور سننے والے کہاں سے آگئے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ وید سب قسم کی تعلیم دیتا ہے۔ اس منتر میں وید نے سکھایا

کہ برہم ودّیا کا سلسلہ پرمپرا سے قدیم ہے۔ اس میں کوشش کا طریقہ ہے۔ رُوحانیت کی منازل طے کر چکے ہوئے اگر کسی راہرو طریقت کو کوئی مادہ اور مادی اشیاء میں اُلجھا رکھنا چاہے۔ تو اس کو وہ راہرو معرفت مذکورہ بالا منتر میں مندرج جواب دے۔

دونوں مادہ اور اس کے معلول کی علیحدہ علیحدہ اُپاسنا کا نتیجہ بیان کیا۔ اب ان کی ایک ساتھ اُپاسنا کا پھل بیان کرتے ہیں ؎

ओ३म् । सम्भूतिं च विनाशं च यस्तद्वेदोभयꣳ सह ।
विनाशेन मृत्युं तीर्त्वा सम्भूत्यामृतमश्नुते ॥११॥

شبدارتھ — यः جو ۔ सम्भूतिम् سمبھوتی کو ۔ च च اور ۔ विनाशम् وناش کو۔ اسمبھوتی کو ۔ तत् ان ۔ उभयम् دونوں کو ۔ सह ساتھ۔ اکٹھی ۔ वेद جانتا ہے۔ وہ ۔ विनाशेन وناش کے ذریعہ۔ اسمبھوتی کے ذریعہ ۔ मृत्युम् مرتیو کو۔ بربادی کو۔ غفلت کو ۔ तीर्त्वा تیر کر کے پار کر کے ۔ सम्भूत्या سمبھوتی کے دوارا ۔ अमृतम् امرت کو۔ زندگی کو ۔ अश्नुते حاصل کرتا ہے ؎

اس گیارھویں منتر میں پرماتما کا واستوک یعنی اصلی اور حقیقی سوروپ بیان کیا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پرماتما کی عبادت کے لئے اس کے حقیقی اوصاف معلوم ہونے چاہئیں۔ اور اس کی ہی اُپاسنا سے انسان کو صحیح راحت مل سکتی ہے۔ نویں اور دسویں منتر میں غیر خدا کی اُپاسنا کا نتیجہ بیان کیا۔ اس گیارھویں منتر میں غیر خدا کی دو حالتوں کو اکٹھا جان کر ان کی اُپاسنا کا نتیجہ بتلایا ہے ؎

اگر انسان علت معلول۔ کارن کاریہ کے سلسلے کو لگاتار دھیان میں رکھے تو اس کی حالت بالکل مختلف ہوگی۔ مشاہدہ سے یہ بات ثابت

ہوتی ہے۔ کہ کارن کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ آپ۔ ایک گھڑے کو دیکھیں۔ گھڑا مٹی سے بنایا گیا ہے۔ یعنی مٹی کے اجزا یا مٹی گھڑے کا ایک کارن ہے۔ کیا محض مٹی کے اجزا سے ہی گھڑا بن جاتا ہے؟ اگر محض مٹی کے اجزا ہی گھڑا بنانے کے لئے کافی ہوتے۔ تو تمام جہان کی مٹی نے گھڑوں کی شکل اختیار کر لی ہوتی۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں۔ مٹی سے گھڑے بنتے ہیں۔ صراحیاں بنتی ہیں۔ اینٹیں بنتی ہیں۔ اور دیگر بیسیوں اشیاء بنتی ہیں۔ تو یہ بنانے والے کی مرضی پر منحصر ہے۔ کہ وہ مٹی سے جو چیز چاہے بنالے۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ گھڑا بنانے کے لئے مٹی کے اجزا کو ایک خاص ترتیب سے ترکیب دینا ہوگی۔ یہ بغیر عقل کے ناممکن ہے۔ یعنی گھڑے کے بنانے کے لئے مٹی کے علاوہ۔ مٹی کے اجزا میں جبتک خاص ترتیب نہ ہو۔ اور ترتیب دینے والا نہ ہو۔ تو گھڑا بننا ناممکن۔ یعنی کوئی مرکب چیز علت مادی (اپادان کارن) اور علتِ فاعلی کے بغیر نہیں بن سکتی۔ اسی طرح جو صاحب فہم اس دُنیا میں ترتیب و ترکیب کو دیکھتا ہے۔ تو جہاں وہ اس کی علت مادی تک پہنچتا ہے۔ وہاں وہ اپنے مشاہدہ کے مطابق اس کی علتِ فاعلی (کرتا) کی بھی جستجو کرتا ہے۔ علتِ فاعلی کے بغیر اسے ترکیب و ترتیب ناممکن معلوم دیتی ہے۔ اور علتِ فاعلی اس کو دکھائی نہیں دیتی۔ وہ ایک سچے متلاشی حق کی طرح اس کی کھوج میں لگ جاتا ہے۔ اور یہ کھوج اسے پرماتما کے درشن کرا دیتی ہے۔ اور اسے یقین ہو جاتا ہے۔ کہ وہ علیم کُل وغیرہ ہے۔

انسان ہر روز لاکھوں چیزیں بناتے ہیں۔ لیکن آج تک کسی انسان نے کوئی ایسی چیز نہیں بنائی ہے جس کی انسانوں کو ضرورت نہ ہو اپنے اس مشاہدہ کو صانع اوّل کی صنعت پر استعمال کرتا ہے۔ تو اسے دُنیا میں کوئی چیز بیکار اور بے مطلب دکھائی نہیں دیتی۔ غور و فکر

سے وہ یہ نتیجہ نکالتا ہے۔ کہ ایک تو یہ دُنیا یعنی سمبھوتی ہے - پیدا شدہ اشیاء ہیں۔ دوسرے اس دُنیا کا سمبھوتی کا اُپادان کارن لطیف مادہ - اسمبھوتی - اسمبھو وناش ہے۔ ایک وہ جس کے لئے یہ دُنیا بنائی گئی ہے۔ اور اس سے علاوہ وہ جس نے یہ تمام دُنیا بنائی۔
جب وہ اس نتیجہ پر پہنچتا ہے۔ تو اس کی حالت بدل جاتی ہے۔ وہ دیکھتا ہے۔ یہ دُنیا لحظہ بہ لحظہ بدل رہی ہے۔ یہاں کسی چیز کو استقلال نہیں۔ وہ اس تماشہ کے پس پردہ کسی مستقل - غیر فانی شئی کی تلاش کرتا ہے۔ اسے مول پرکرتی کا احساس ہوتا ہے۔ لیکن اسے وہ غیر مدرک پاتا ہے۔ خود مدرک ہے۔ لیکن ساری دنیا کی جس سے خلقت ہوتی ہے۔ وہ غیر مدرک ہے۔ اس مادے سے اسے اپنے جسم کی ضروریات پوری ہوتی معلوم دیتی ہیں۔ لیکن وہ اپنے آپ کو جسم سے علیحدہ محسوس کرتا ہے۔ سارا مادہ اور تمام مادی اشیاء ملکر بھی اس کی تسلی نہیں کر پاتیں۔ مادہ اور مادی اشیاء کے متعلق غور و خوض نے اسے اپنی علیحدہ غیر مادی ہستی کا احساس کرایا ہے۔ مادے کی نسبت ادراک - احساس - گیان کے کارن اپنے آپ کو اس پر فائق سمجھتا ہے۔ خود بھی وہ اکثر مادہ اور مادی اشیاء کو اپنی منشا کے مطابق استعمال بھی کرتا ہے۔ اس سے اسے یہ احساس ہوتا ہے۔ کہ یہ مادہ اور مادی اشیاء میرے لئے ہیں۔ جونہی اس کو حقیقت کا یقین ہوتا ہے۔ اس کا نظریہ مادی اشیاء اور مادہ کے متعلق بالکل بدل جاتا ہے۔ اب وہ ان کو اپنا معبود و مسجود نہ مان کر اپنی غلام ماننے لگتا ہے۔ اسے اب یقین ہو جاتا ہے۔ کہ پیارے پرمیشور نے - دُنیا کی ماتا پتا سے بھی زیادہ پیار کرنے والے پرمیشور نے یہ سرشٹی رچی ہی میرے بھوگ کے لئے ہے۔ اس خیال کے آتے ہی اس کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ اسے زچالنے سے معلوم ہوتا ہے جسطرح مرکب اشیاء کی

علت مادی اپنی حقیقی حالت میں غیر فانی ہے۔ اوناشی ہے۔ نتیہ ہے۔
اسی طرح اس مادے کا بھوگ کرنے والا بھی تو نتیہ ہونا چاہیئے جس
طرح مادہ کی حالتیں مختلف تاثرات اور اسباب کے باعث تبدیل ہوتی
رہتی ہیں۔ اسی طرح آتما کی بھی پُن پاپ کے باعث حالتیں بدلتی
رہتی ہی لیکن دراصل وہ ہے نتیہ اور بے بدل۔ اس بات کا پختہ یقین
ہونے پر وہ موت سے بے فطر ہو جاتا ہے۔ اب وہ موت کو اور ہی روپ میں
دیکھتا ہے۔ اب اسے موت خدا کا قہر دکھائی نہیں دیتا۔ بلکہ جگد مبا کی
عین مہربانی اور شفقت معلوم دیتی ہے۔ ماں بچے کو دودھ پلانے
کے لیے ایک تھن میں اس کا منہ لگا دیتی ہے۔ بچہ دودھ پیتے پیتے
اس تھن کا سارا دودھ پی لے۔ اور اس کی بھوک نہ مٹے۔ بچے کو تو معلوم
نہیں ہوتا۔ کہ اس تھن میں دودھ نہیں۔ لیکن ماں کو پتہ لگ جاتا ہے
کہ اس میں دودھ نہیں بچے کی بھوک مٹانے کے لئے ماں اس کو اس تھن
سے ہٹا کر دوسرے کی طرف لے جاتی ہے۔ نادان بچہ سمجھتا ہے۔ مجھ سے
میری بھوجن سامگری چھین لی گئی۔ اس واسطے وہ روتا ہے۔ لیکن دراصل
تو ماں اس کی بھوک مٹانے کا بندوبست کر رہی ہے۔ یہی حالت موت
کی ہے۔ جگت دھارنی۔ جگت تارنی ماتا نے جیو روپی بچے کو ایک
شریر روپی تھن سے لگا رکھا ہے۔ اس شریر روپی تھن میں بھوگ روپیا
دودھ ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن جیو روپی بچے کی بھوک نہیں مٹی۔ سو جگدمبا
ماتا بچے کو اس شریر روپی تھن سے ہٹا کر دوسرے شریر روپی تھن سے
لگانے کا پربندھ کرتی ہے۔ یہ بھولا جیو سمجھتا ہے۔ مجھ سے میرا سامان
زندگی چھینا جا رہا ہے۔ ارے چھینا کہاں جا رہا ہے۔ نیا دینے کی
تیاری ہو رہی ہے۔ بھلا جس کو یہ یقین ہو جائے۔ اسے موت کا خوف
کیسے ڈرا سکتا ہے۔ پھر تو وہ موت کا سواگت ہی کرے گا۔ بھی دینے

کہا۔ "ونا شیبن مرتیوم تیرتوا"۔ وناش یہ نظر نہ آدہے کا دن رُوپی سمبھوتی نانک مایے کے تتوگیان سے وہ موت سے پرے ہو جاتا ہے ÷

موت کا خطرہ رہا نہیں اور یہ یقین ہو چکا ہے۔ کہ تمام مادی اشیاء آتما کے بھوگ کے لئے ہیں۔ تب وہ ان اشیاء کا مناسب استعمال کرتا ہے اس سے اپنی زندگی کو زیادہ سے زیادہ آسائش والی بناتا ہے۔ چونکہ اسے یہ بھی یقین ہو چکا ہے۔ کہ جتنا جیو کا بھوگ ہے۔ اتنا ہی ملیگا کتنی ہی بے ایمانی اور ناجائز طریقے کیوں نہ برتے جائیں۔ ملے گا اتنا ہی۔ جتنا بھوگ ہے۔ تب وہ تمام پاپوں اور گناہوں سے پرے ہو جاتا ہے اب گناہ کا خیال تک اس کے دل میں نہیں آتا۔ اس سے اس کی زندگی آنند سے بھرپور ہو جاتی ہے۔ اور وہ جو کام کرتا ہے۔ پربھو کا آدیش سمجھ کر کرتا ہے۔ خودغرضی اور سوارتھ اس سرشٹی وگیان نے اس کے اندر سے دور نکال پھینکے ہیں۔ جس کو پہلے وہ عیش و عشرت کا سامان سمجھ رہا تھا۔ اب وہ اس کو سامان نجات معلوم دینے لگتا ہے۔ جسم کو قائم رکھنے کے لئے جتنی ضرورت ہے۔ اتنا وہ مادہ اور مادی اشیاء سے کام لیتا ہے۔ بھوگ بھاونا ہٹ کر یوگ بھاونا اس کے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ یوگ درشن کے भोगापवर्गार्थं दृश्यम् । (یہ دنیا بھوگ اور موکش کے لئے ہے) اس سدھانت کو دل میں رکھ اس دنیا کو موکش کا سادھن بنا کر مکت ہو جاتا ہے۔ یہ دونو سمبھوتی اور اسمبھوتی کو ایک ساتھ جاننے کا نیک نتیجہ ہے ÷

اس کے ساتھ ایش اپنشد کا پانچواں ادھیکرن سماپت ہوتا ہے

(کرم اور گیان)

ओ३म्। अन्धन्तमः प्रविशन्ति येऽविद्यामुपासते।
ततो भूय इव ते तमो य उ विद्यायाथं रताः ॥१२॥

شبد ارتھ:- وے لوگ अन्ध+तमः گھور اندھکار میں
प्रविशन्ति پرویش کرتے ہیں - داخل ہوتے ہیں - । ये جو
अविद्याम् اودیا کرم کی - تپ کی उपासते اُپاسنا
کرتے ہیں - اور ते وے ततः اس سے بھی भूय: + इव
مانو بڑھ کر तमः اندھکار میں داخل ہوتے ہیں - ये جو
विद्यायाम् ودیا میں گیان میں उ ہی रताः غلطان
رہتے ہیں ؂

شاستروں میں وگیان - کرم - اُپاسنا اور گیان یہ چار کانڈ بتائے گئے ہیں - وگیان اور گیان میں بہت تھوڑا فرق ہے - اُپاسنا بھی کرم کی ایک قسم ہے - باقی رہے کرم اور گیان - کئی لوگ ایسے ہیں - جو صرف کرم ہی کرتے ہیں - دن رات کسی نہ کسی کرم میں وے لگے رہتے ہیں - وے اس کرم کی ماہیت اور نتیجے اور کرم کے طریقے کو جاننے کی مطلقاً پرواہ نہیں کرتے - وید کہتا ہے - ایسے لوگ ظلمت کا شکار ہوتے ہیں - کئی ایسے ہوتے ہیں - جو گیان گھپوڑے ہی ہانکتے رہتے ہیں - کرنے دھرنے سے ان کو کوئی سروکار نہیں - بہت اچھا دیاکھیان دیتے ہیں - آتما پرماتما کا سوروپ سمجھاتے ہیں - جنم اور مرن کے رہسیہ کھول کر سناتے ہیں - ایشور پوجا پر گھنٹوں لیکچر دیتے ہیں - لیکن خود کسی بھی چیز کے عامل نہیں - وید کہتے ہیں ایسے لوگ کرم کانڈیوں سے بھی بری حالت کو پہنچیں گے - کرم کرنے والے کچھ

کرتے تو ہیں۔ اس واسطے ان کے کرم کا۔ شردھاپوروک کرم کا اوشیہ ہی
نیک نتیجہ نکلے گا۔ بھلے ہی ان کے کرم ان کی سنجات کے موجب نہ ہوں
لیکن نیک افعال کا بذات خود نتیجہ نیک ہوتا ہے۔ اس میں شک کی گنجائش
نہیں۔ ہاں اس کا کیا ہے گا۔ جس نے کچھ کیا نہیں۔ کوری گپّوں سے
کسی کا پیٹ آج تک نہیں بھرا۔ محض خوبصورت اور بے موقع استعمال کیے
ہوئے الفاظ سے کسی کی روح کی آج تک تسکین نہیں ہوئی۔ اس واسطے
ایسے واچک گیانی تو کرم کانڈیوں کی نسبت بدتر حالت کا ہی شکار ہونگے۔
گیان سوروپ کرم اگر کوئی کر رہا ہے۔ تو سمجھ لو۔ اس کے من میں کوئی
سوارتھ کا کام کر رہا ہے۔ سوارتھ بندھن کا کارن ہے۔ اس واسطے کیول
کرم کرنے والا جنم مرن کے چکر میں پھنستا ہے۔ لیکن جو کرم رہت گیانی ہے
وہ تو وقت کاٹنے اور دوسروں پر اپنے گیان کا رعب جمانے کے لئے گیان
چھانٹتا رہتا ہے۔ اس واسطے اس کے کلیان کا سامان کہاں۔

جب یہ دونوں کرم اور گیان ایک دوسرے سے کسی پرکار کا سمبندھ نہ
رکھ کر کئے جاتے ہیں۔ تب ان کا نتیجہ جُدا جُدا ہی ہوتا ہے۔ اس بات کو
اگلا منتر بتاتا ہے:-

ओ३म् । अन्यदेवाहुर्विद्याया अन्यदाहुरविद्याया: ।
इति शुश्रुम धीराणां ये नस्तद्विचचक्षिरे ॥१३॥

لفظی ترجمہ:- विद्याया: ودّیا سے گیان سے अन्यत् اور
एव ہی نتیجہ आहु: کہتے ہیں۔ اور अविद्याया: اوِدّیا
سے۔ کرم سے۔ تپ سے अन्यत आور ہی نتیجہ आहु: کہتے ہیں
इति ایسا धीराणाम् ان دھیانیوں گیانیوں سے शुश्रुम
سنتے ہیں۔ ये جو न ہمیں तत् اس راز کو
विचचक्षिरे وشیش طور سے بتلاتے ہیں+

گذشتہ ادھیکرن میں سمبھوتی اور اسمبھوتی کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے
یہی یہاں سمجھنا چاہیئے۔ یعنی شخص کرم پر ہی بھروسہ رکھنا چاہیئے۔ اور
نہ کیول گیان کے دھیان میں ہی رہے۔ بلکہ دونوں پر ایک ساتھ حاوی
ہونے کی کوشش کرے۔ اس بات کو اگلا منتر نہایت صاف الفاظ میں
بیان کرتا ہے۔ اسے دیکھیئے:۔

ओ३म् । विद्यां चाविद्यां च यस्तद्वेदोभयꣳ सह ।
अविद्यया मृत्युं तीर्त्वा विद्ययामृतमश्नुते ॥१४॥

شبد ارتھ:۔ यः جو विद्याम् ودیا کو۔ گیان کو
च اور अविद्याम् اودیا کو۔ کرم کو۔ یعنی
तत् اُن उभयम् دونوں کو सह ساتھ वेद
جانتا ہے۔ جان کر عمل کرتا ہے۔ وہ अविद्यया اودیا کے ذریعہ
کرم کے دوارا मृत्युम् موت کو۔ پیر مادکو۔ तीर्त्वा مغلوب
کرکے۔ پار کرکے विद्यया ودیا یعنی گیان کے ذریعہ अमृतम्
مکتی کو अश्नुते حاصل کرتا ہے۔

ہم نے اس ادھیکرن میں مستعمل "اودیا" شبد کے معنی کرم۔ تپ فعل
کیئے ہیں۔ اس میں منوسمرتی کا پرمان ہے۔ منوسمرتی کے بارھویں ادھیائے
کے ۱۰۴ شلوک میں اس وید منتر کا ترجمہ ہے۔ وہ شلوک یہ ہے:۔

तपो विद्या च विप्रस्य निःश्रेयसकरं परम् ।
तपसा किल्बिषं हन्ति विद्ययाऽमृतमश्नुते ॥

یعنی تپ اور ودیا برہمن کے لئے سب سے بڑھیا مکتی کے سادھن
ہیں۔ تپ سے دوشوں کا ناش کرتا ہے۔ اور ودیا سے مکتی پراپت کرتا ہے۔
منتر میں اودیا ہے۔ منوسمرتی میں تپ ہے۔ منتر میں گیان کا جو پھل بتایا
ہے۔ وہی بلکہ انہی الفاظ میں منوسمرتی میں بھی بیان کیا ہے۔ اس سے صاف ظاہر

ہے۔ کہ مندرجہ بالا شلوک اس وید منتر کا ترجمہ ہی ہے۔ اس واسطے اودیا کا ترجمہ تپ مناسب ہے ؂

منو مہاراج نے تپ کا پھل دوشوں کا ناش بتایا ہے ؂

یہی بات یوگیراج پتنجلی مہاراج نے اپنے یوگ درشن کے سادھن پاد کے ۴۳ سوتر میں بتائی ہے۔

कायेन्द्रियसिद्धिरशुद्धिक्षयात्तपसः ।

تپ سے اشدھی کا ناش ہوتا ہے۔ اور اس سے جسم اور اندریوں میں سدھی یعنی خاص طاقتوں کا ظہور ہوتا ہے۔

دوش کہو۔ اشدھی کہو۔ ایک ہی چیز ہے۔ کرموں سے۔ نشکام کرموں سے انتہ کرن کی شدھی کے متعلق سب کا اتفاق رائے ہے۔ تیسرے منتر کی تشریح میں بیان ہو چکا ہے۔ کہ پرماتما کے نیموں اور آتما کی خصلت کی خلاف ورزی ہی درحقیقت موت ہے۔ تپ کے ذریعے اس موت کو انسان دور کر سکتا ہے ؂

یہ پہلے بتایا جا چکا ہے۔ کہ یہ اپنشد تمام اپنشدوں کی بنیاد ہے۔ دوسرے منتر میں کرموں کی تاکید کر کے یہاں پھر کرموں کا ایک شاندار مہاتم بیان کیا ہے۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اپنشدوں میں کرموں کا کھنڈن ہے۔ وہ اس منتر کو دھیان سے پڑھیں۔ اگر کہا جائے۔ کہ بارھویں منتر میں کرموں کی نندا کی گئی ہے۔ اس واسطے اپنشد کا اصول دراصل کرموں سے لوگوں کو ہٹا کر گیان کی طرف راغب کرنا ہے۔ تو یہ ٹھیک نہیں۔ وہاں تو گیان کی بھی نندا ہے۔ کیونکہ گیان والوں کو کرم والوں کی نسبت بدتر حالت کا شکار ہوتا بتایا ہے۔ اس منتر کا مطلب تو جیسا وہاں بیان کیا گیا ہے۔ گیان شونیہ کرم اور کرم رہت گیان کی نندا ہے۔ اپنشد کا مطلب صاف ہے۔ کہ منش کرم کرے۔ تو گیان پوروک کرے۔ اور اگر گیان چرچا کرے۔ تو کرم کے ساتھ

یعنی عالم با عمل ہے عمل بغیر علم نکما۔ اور علم بغیر عمل بیکار۔ اس منتر میں اسی سدھانت کو جو یارہویں منتر میں الزمان کیا جاتا تھا۔ صاف اور غیر مبہم الفاظ میں بیان کیا گیا ہے ؎

انسان پر بہت سے فرائض کا بھاری بھرکم بوجھ ہے۔ ان سے چھٹکارا ان کی ادائیگی سے ہی ہو سکتا ہے جسطرح قرضہ سے خلاصی قرضہ کی ادائیگی سے ہوتی ہے۔ قرضہ جیوں جیوں کم ہوتا جاتا ہے۔ انسان اتنا ہی تفکرات سے آزاد ہوتا جاتا ہے۔ جب تک انسان کے سر پر قرضہ کا بوجھ رہتا ہے۔ تب تک وہ فکر سے دبا رہتا ہے۔ سنسکرت زبان میں ایک کہاوت ہے۔ کہ چتا اور چنتا دونوں میں سے چنتا سخت تر ہوتی ہے۔ کیونکہ چتا میں لاش جلتی ہے۔ لیکن چنتا زندہ کو جلا دیتی ہے جیتا ہے۔ فکر سے آزادی موت سے آزادی ہے ؛ چنتا یا فکر تبھی تک رہتی ہے۔ جبتک قرض ادا نہیں ہوا۔ فرائض کے اختتام کے ساتھ فکر بھی سماپت ہو جاتی ہے۔ اس واسطے دیار نے فرمایا۔ کہ تپ کے ذریعہ موت سے خلاصی حاصل ہوتی ہے ؎

لگاتار گیان پوروک کرم کرنے سے خواہشات میں کمی واقع ہونے لگتی ہے۔ انتہ کرن شدھ ہونے لگتا ہے۔ ہر ایک شے کی ماہیت سامنے آنے لگتی ہے۔ دنیاوی اشیاء سے رغبت ہٹنے لگتی ہے۔ جیسے جیسے یہ رغبت ہٹتی جاتی ہے - × × × × × × × ۔ ان سے لگاؤ کم ہوتا جاتا ہے۔ ایک وقت ایسا آتا ہے۔ کہ گیان کی پورنتا کے کارن منش کا لگاؤ مادی اشیاء سے رہتا ہی نہیں۔ تب وہ مکت ہو جاتا ہے آزاد ہو جاتا ہے۔ وہ جیون مکت کہلاتا ہے۔ غور سے دیکھئے۔ جتنی خواہشات انسان کے اندر زیادہ ہیں۔ اتنا ہی وہ محتاج ہے۔ محتاجی یا حاجتمندی یا حاجت ہی انسان سے افعال شنیعہ کا ارتکاب کراتی

ہے۔ اور اسے خندق گناہ میں گراتی ہے۔ جب انسان کو خواہشات کی حقیقت کا گیان ہو جاتا ہے۔ اس پر ان کی اصلیت آشکار ہو جاتی ہے تب اس کو ویراگ ہو جاتا ہے۔ سچے گیان کو یا حقیقی گیان کی انتہا کو ویراگ کہتے ہیں۔ ویراگ آتے ہی اپنے پرائے کی بھاونا کا ناش ہو جاتا ہے۔ اپنے پرائے کی بھاونا کے ناش سے راگ دویش کا ناش ہو جاتا ہے۔ راگ دویش ہی بندھن کا موجب ہوتے ہیں۔ اس واسطے راگ دویش کے ناش کے ساتھ بندھن سے چھٹکارا مل جاتا ہے۔ اس کو مکتی کہتے ہیں ٭

اس مکتی کے حصول کے لئے جیسا کہ ابھی بیان ہوا ہے۔ کرم اور گیان دونوں لازمی ہیں۔ اور دونوں کا ساتھ ساتھ ہونا لازمی ہے۔ کرم اور گیان کا میل اندھے اور لنگڑے کا میل ہے۔ گیان کے بغیر کرم اندھا ہے۔ اور کرم کے بغیر گیان لنگڑا ہے۔ دونوں اپنا اپنا مطلب حاصل کرنے میں بے بس ہیں۔ اندھے اور لنگڑے کو متحد کردو۔ لنگڑے کو اندھے پر سوار کرا دو۔ پھر دیکھو دونوں درخت سے ثمر مطلوبہ حاصل کر کے کیسے آنند اٹھاتے ہیں۔ اسی بھاؤ کو مدنظر رکھ کر اکیلے اندھے کرم کا نتیجہ ظلمت بتایا۔ اور لنگڑے گیان کی حالت اس سے بھی خراب بیان کی لیکن جب سادھک نے ان دونوں کو ملا کر ان سے کام لیا۔ تو اس درخت دنیا سے ثمر نجات حاصل کر لیا ٭

اس منتر کے ساتھ اس اپنشد کا چھٹا ادھیکرن سماپت ہوتا ہے

نوٹ:- وید میں منتروں کا سلسلہ لمبا ہے۔ جیسا ہم نے دیا ہے۔ لیکن اپنشد میں اس سلسلے میں تھوڑی سی تبدیلی کی گئی ہے۔ وید میں جو چھٹا ادھیکرن ہے۔ وہ اپنشد میں پانچواں ادھیکرن ہے۔ اور جو وید میں پانچواں ادھیکرن ہے۔ وہ اپنشد کا چھٹا ادھیکرن ہے۔ اپنشد

بنا۔ فقد والے نے اپنی سمجھ میں گیان اور کرم پر زور دینے کے لئے ہی اس ادھیکہ کو پہلے کر دیا۔ جسطرح آج کل بھی وید کے متعلق اپنی اپنی سمجھ کے مطابق مضامین کے مطابق منتروں کو آگے پیچھے کر لیا کرتے ہیں۔ وید کی ترتیب ایک خاص طور سے ہوئی ہے۔ یہاں ہی دیکھئے۔ آٹھویں منتر میں پرماتما کے متعلق بیان کر کے پرماتما سے علاوہ اشیاء کی پوجا کا نتیجہ بتلانا ضروری تھا۔ اس واسطے وید میں سمبھوتی اور اسمبھوتی کا ورنن ہوا ⁂

اُپنشد۔ دراصل کنو شاکھا کا حصہ ہے۔ مول وید کا نہیں۔ شاکھا وید کے ایک خاص طرز کے بھاشیہ کو کہتے ہیں جسمیں لمبی چوڑی تشریح نہیں ہوتی۔ بلکہ ایک آدھ لفظ کو تبدیل کر کے اس کی جگہ دوسرا لفظ رکھ دیا جاتا ہے۔ کہیں مزید تشریح کے لئے چند فقرے بھی جوڑے جاتے ہیں۔ چھٹے منتر میں आत्मन । شبد آیا ہے۔ جس کا ارتھ ویاکرن کے انوسار آتما نے۔ آتما کو۔ آتما سے آتما کے لئے۔ آتما کے باعث۔ آتما کا۔ آتما میں ہو سکتے ہیں۔ شاکھا کار نے आत्मनि اس کے بدلے کر دیا۔ اور تمام شکوک کا خاتمہ کر کے بتا دیا۔ کہ یہاں آتما میں ہی ارتھ ہے۔ اس واسطے شاکھاؤں اور مول وید میں بہت تھوڑا فرق ہوتا ہے ⁂

دُنیا کی بے ثباتی

ओ३म् । वायुरनिलममृतमथेदं भस्मान्तꣳ शरीरम् ।
ओ३म् क्रतो स्मर क्लिबे स्मर कृतꣳ स्मर ॥१५॥

شبدارتھ:- वायुः پران والو अमृतम् اوناشی अनिलम् ہوا کو پراپت ہو جائے گی؛ अथ اور

इदम् یہ शरीरम् । جسم भस्मान्तम् راکھ
ہے۔ انجام جس کا ایسا ہو جائے گا۔ اس واسطے اے क्रतो
کرم کرنے والے جیو ओ३म् اوم۔ پرماتما کو स्मर سمر۔ یاد
کر क्लिबे کمزوریوں کو स्मर یاد کر कृतम् کئے کو کرتو
کو स्मर یاد کر ✦

پرمیشور کا سوروپ اور غیر پرمیشور کی اُپاسنا کا نتیجہ اور کرم اور اُپاسنا کو ایک ساتھ سیون کرنے کا پھل بتلا کر اب اس دُنیا کی بے ثباتی کا نقشہ وید نے کھینچا ہے۔ نہایت مختصر لیکن بہت ہی مؤثر الفاظ میں یہ نقشہ پیش کیا گیا ہے ✦

اپنے سوا یعنی اپنے جسم کے سوا دُنیا ہی کیا ہے پنجابی میں ایک کہاوت ہے۔ "آپ مرے جگ پرلے" اپنے خاتمہ کے ساتھ دُنیا کا بھی خاتمہ ہے۔ دُنیا تبھی تک ہے۔ جب تک ہم ہیں۔ جب ہم اس میں نہ رہیں گے۔ یہ رہے یا نہ رہے۔ ہماری بلا سے۔ ویسے تو انسان بہت لمبا چوڑا پسارا پسار رکھتا ہے۔ لیکن زندگی میں بہت بار ایسے موقعے آتے ہیں۔ جب اسے اپنی جان اور جہان میں سے ایک کا چناؤ کرنا ہوتا ہے۔ تب ہمیشہ سبھی جان کا انتخاب کرتے ہیں۔ جہان کو چھوڑ دیتے ہیں۔ ان کے خیال میں جان بچی لاکھوں پائے، انسان زندہ رہتے ہوں۔ تو پھر بھی یہ مال و دولت حاصل کرلے گا۔ لیکن اگر خود ہی وہ نہ رہا۔ تو مال و متاع۔ زر و دولت۔ ملک و مُلک کس کام کا ہے۔ اس واسطے کیا عالم اور کیا جاہل سبھی دنیا کے لوگ جہان کے مقابلے میں جان کو مقدم سمجھتے ہیں۔ اس کو عزیز جانتے ہیں۔ زندگی رہتے انسان بیسیوں بھلائیاں کر سکتا ہے۔ یہ زندگی کیا ہے؟ آتما کے ساتھ جسم اور پران کا میل اور بس۔ آتما جسم کے اندر رہتا ہے۔ پران کی ڈوری بھی جسم میں بندھی ہے۔ باہر جسم ہی جسم نظر آتا ہے۔ اس واسطے موٹی نظر والے تو جسم کو ہی سب کچھ

سمجھتے ہیں۔ چھاندوگیہ اُپنشد کے انت میں اسی سدھانت کو مدِنظر رکھ کر اس نظریہ کو اسُروں کا نظریہ کہا گیا ہے۔ وہاں ایک کہانی بیان کی گئی ہے۔ کہ اندر اور ویروچن پرجاپتی کے پاس برہم ودّیا سیکھنے گئے۔ پرجاپتی نے دونو کی ذہنی پریکھشا کے لئے ان کو کہا۔ کہ جل بھرے برتن میں اپنے آپ کو دیکھو۔ اگر اپنے آپ کو نہ سمجھ پاؤ۔ تو مجھے کہنا۔ میں تمہیں اصلیت سمجھا دوں گا۔ دونوں نے اس میں اپنے آپ کو دیکھا۔ کہ اس میں جیسا جسم کو سجائیں ویسا ہی دکھائی دیتا ہے۔ لہٰذا جسم ہی آتما ہے۔ ویروچن اتنے ہی سے خوش ہو کر چلا گیا۔ اور اپنے ملک غالباً مصر میں جا کر اس سدھانت کا پرچار کیا۔ کہ خوب کھاؤ۔ خوب پیؤ۔ جسم کو زیادہ سے زیادہ آرام دو۔ اس کو زیادہ سے زیادہ آرام دینے سے دونوں لوکوں میں سُکھ ملتا ہے۔ اُپنشد کا وہاں ایک فقرہ لکھتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ آج بھی جو صرف لینا جانتا ہے۔ شردھا سے خالی ہے۔ یگیہ نہیں کرتا۔ خلقِ خدا کی فلاح اور بہبُودی کے کام نہیں کرتا۔ اسے "اسُر" کہتے ہیں۔ یہ اسُروں کا طور طریقہ ہے۔ کہ مُردے کو بھی بھوجن اور کپڑوں اور زیورات سے سجاتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں۔ کہ یہ سب سامان اس کو دوسرے جنم میں بھی مل جائے گا۔

غور سے کیا سرسری طور پر بھی دیکھا جائے۔ تو جو اپنے آپ کو آستک سمجھتے ہیں۔ ان کا سدھانت بھی اسُروں سے ملتا ہے۔ ہم آستک بھی سارا دن اپنے جسم کی پرورش میں ہی لگے رہتے ہیں۔ اگر رات کو آرام کرتے ہیں۔ سوتے ہیں تو جسم کو آسائش پہنچانے کے لئے۔ اگر دن کو مزدوری نوکری۔ دوکانداری وغیرہ کرتے ہیں۔ تو جسم کی خاطر۔ نہاتے ہیں تو جسم کے لئے۔ اس طرح وچار نے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہمارے جو بیسوں گھنٹے جسم کی پُوجا۔ ارادھنا میں لگتے ہیں۔ دُنیاوی لوگوں کو اگر غرور ہوتا

ہے۔ تو بھی جسم اور جسم کی ضروریات پورا کرنے والے سامان پر۔ اگر کسی
کو دھن دولت کا مان ہے۔ تو یہ بھی جسمانی ضروریات کی تکمیل کے لیئے۔ کسی
کو اپنی خوبصورتی پر ناز ہے۔ تو خوبصورتی جسم کی ہے۔ کسی کو اپنی طاقت
پر گھمنڈ ہے۔ تو یہ بھی جسمانی ہے۔ غرضیکہ ہم جسم کو ہی سب کچھ سمجھ کر ہی
دنیا میں سارا کاروبار چلا رہے ہیں۔ وید بھگوان کا ارشاد ہے۔ کہ جسمانی
زندگی جسم اور سانس پر منحصر ہے۔ سانس تو ہوا ہے۔ وہ اپنے مُول کارن
پرما تو روپ ہوا میں مل جائے گا۔ جسم خاکی ہے خاک میں مل جائے گا۔ اس
کو تو جلا دیا جائے گا۔ بھسمنت خاک یعنی مٹھی بھر راکھ میں تبدیل ہو
جائے گا۔ تجھے زعم ہے تو کس کا۔ چاہے جسم کو جلایا جائے۔ دفنایا جائے
بہایا جائے۔ جنگل میں یا کسی جنگل میں پھینک دیا جائے۔ انجام ایک ہے۔
اے انسان۔ اگر تو راحت ابدی چاہتا ہے۔ تسکین قلب کا خواہشمند
ہے۔ تو اوم ओ३म् کو پرماتما کو یاد کر۔ تو غرور کرتا ہے۔ اپنی
طاقت کا۔ تیری طاقت ہے کیا۔ تو تو مرنا نہیں چاہتا۔ لیکن تو اب موت کے
پنجے میں گرفتار ہے۔ تیرا دھن۔ تیری دولت۔ تیرا ملک۔ تیری بادشاہی کوئی
بھی تو تجھے اس موت کے پھندے سے چھڑا نہیں پاتے۔ بیٹے بھائی بند
باپ۔ ماں سبھی بے بسی کی تصویر بنے تجھ بے بس و بیکس کو دیکھ رہے ہیں
بتلا کہاں گئی تیری طاقت۔ کہاں گیا تیرا ساز و سامان۔ اب تجھے اپنی کمزوری
کا احساس ہو رہا ہے۔ اب تجھے معلوم ہو رہا ہے۔ کہ تجھ میں طاقت
برائے نام تھی۔ دُنیاوی مال و دولت اور رشتہ دار تو تجھ سے کٹے ہی جدا
وہ تیرے اب کسی کام نہیں آتے۔ اس واسطے اپنی بے بسی کو یاد کر۔ ساتھ
ہی یاد کر اپنے کرموں کو۔ تیرے کرم ہی تیرے ساتھی ہیں۔ مال و دولت
دھن خزانہ۔ راجیہ اور پرجا۔ ماتا پتا۔ بیوی بیٹے خاوند سب یہاں
کے یہاں ہی رہ جائیں گے۔ کوئی تیرے ساتھ جائے گا۔ تو تیرا کرم۔ کیونکہ

اس کی زبردست چھاپ تجھ پر پڑ چکی ہے۔ وید جسم کی بے بساطی دکھلا کر اُپدیش کر رہا ہے۔ کہ اے انسان موت کو ہمیشہ سامنے رکھ۔ پرمیشور کو یاد کر۔ اپنی کمزوری کو مت بھول۔ اور ہمیشہ ساتھ دینے والے کرم کا بھی دھیان کرنا۔ اس یاترا میں یہی تیرا ساتھی ہے۔ دیکھ لے۔ یہ اچھا ہے یا بُرا ہے۔ قبل اس کے تو اس دُنیا سے روانہ ہو۔ تو اپنے ساتھی کا خوب غور سے چناؤ کر۔ خرمستی میں آکر۔ جسمانی طاقت کے زعم میں آکر ایسا ساتھی نہ چن لینا۔ جو آخرت میں۔ پرلوک میں تیرے لئے باعث مُصیبت ہے۔ جو تیری سہولیت کا باعث نہ بن کر تیرے لئے بوجھ بن جائے اگر تو غور سے دُنیا کا مشاہدہ کرے۔ تو تجھے اپنی کمزوری اور بے بسی کا قدم قدم پر ثبوت ملیگا۔ اپنی اسی کمزوری اور بے بسی کو سوچ کر تمام طاقتوں اور قوتوں کے خزانہ پرمیشور کو یاد کر۔ اس یاد سے تجھے افعال بد سے چھٹکارا ملے گا۔

یہاں وید میں [illegible] स्मर کہا ہے۔

क्रतो स्मर, कृतं स्मर وغیرہ کچھ نہیں۔ اس کا ایک خاص مطلب ہے۔ اگر پرماتما کو یاد کرنا ہے۔ تو " اوم نام کے ذریعہ اسے یاد کرو" اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ پرماتما کے بے شمار نام ہیں۔ لیکن پرماتما کے علاوہ دوسری چیزوں کے بھی ہیں۔ " اوم " ایک ایسا نام ہے جو سوائے پرماتما کے کسی کا نام نہیں۔ اس ایک نام میں پرماتما کے انیک گن آجاتے ہیں۔ اس کے لئے ستیارتھ پرکاش کا پہلا سمولاس دیکھنا چاہئے " اوم " نام میں ایک اور ایسا گن ہے۔ جو اور کسی نام میں نہیں۔ گونگا گا ورنہ نہیں بول سکتا۔ خدا اس کے منہ سے نہیں نکل سکتا۔ رام۔ رحیم۔ کرشن اللہ کسی بھی لفظ کو وہ بول نہیں سکتا ہے۔ لیکن " اوم " کو وہ بھی بلا تکلیف۔ نہایت آسانی سے بول لیتا ہے۔ اس واسطے وید میں ارشاد ہے

کہ اوم سمر۔ اوم کو یاد کرو۔

ایک بات کی اور احتیاط کر لینی چاہیئے کہ محض نام کے رٹنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ جیسے بھوک لگنے پر روٹی روٹی کہنے سے بھوک نہیں مٹ سکتی۔ اسی طرح "اوم اوم" رٹنے سے کوئی خاص فائدہ نہیں بلکہ بقول وید "اوم" کے گنوں کو دھارن کرنا اور اس کے حکم کے مطابق چلنا ہی اوم کا سمرن کرنا ہے۔ یجروید کے دوسرے ادھیائے کے تیرھویں منتر میں لکھا ہے۔ ओ३म् प्रतिष्ठ 'اوم' میں قیام کر۔ ارتھات پرماتما میں اپنی ستھتی بناؤ۔ اپنے اندر ایسی حالت پیدا کرو۔ کہ اٹھتے بیٹھتے ہر ایک کام کرتے تمہیں یہ احساس ہو۔ کہ تم پرماتما کے سہارے جی رہے ہو۔ تب تمہارا پرماتما کو یاد کرنا کچھ سودمند ہوگا۔ "اوم" کے ایک معنی ہیں "محافظ"۔ اگر پرمیشور کے اس گن پر آپ کو وشواس ہے۔ تو آپ بھی کمزوروں کی حفاظت کروگے۔ اگر پرماتما کو آپ نیائے کاری مانتے ہو۔ تو آپ بھی کبھی انیائے نہیں کروگے۔ غرضیکہ سمرن کا ارتھ ہے۔ پرماتما کے گنوں کو اپنے اندر جذب کرنا۔ اسی واسطے یوگ درشن میں لکھا ہے۔ तज्जपस्तदर्थभावनम् "اوم" کے جاپ کے معنے ہیں۔ اس کے گنوں کی بھاونا کرنا۔ جب منش لگاتار اس طرح اوم کا جاپ کریگا۔ تو اسے اپنے سوروپ کی اصلیت و ماہیت معلوم ہو جائے گی۔ اور اس کے راستے میں جتنی رکاوٹیں ہیں۔ سب دور ہو جائیں گی۔

اپنشد میں اس منتر کا دوسرا حصہ اس طرح ہے:۔

ओ३म् क्रतो स्मर कृतं स्मर क्रतो स्मर कृतं स्मर

اس میں क्रतो स्मर اور कृतं स्मर کو دوہرا دیا گیا ہے۔ किलबे स्मर چھوڑ دیا گیا ہے۔ اپنشد کار نے اس کو موت کے وقت جو انسان کے من میں بھاؤ اٹھتے ہیں۔ ان کی طرف

لگایا ہے۔ اس کے خیال میں کمزوری اور بے بسی تو اس کے سامنے
کھڑی ہی ہے۔ اب بھی اگر اس سے ہو سکے۔ تو وہ پرماتما کو یاد کرے
اور اپنے کرموں کو یاد کر کے پرماتما کو یاد کرے۔ اُپنشد کار جتلانا
چاہتا ہے۔ کہ انسان کرم کرنے والے ہیں۔ کرتو کے
معنے یگیہ بھی ہوتے ہیں۔ تمام نیک اعمال کو ویدک زبان میں یگیہ کہتے
ہیں۔ وید اور اُپنشد میں کئی جگہ پر انسانی جسم کو یگیہ کہا ہے۔ تو اے
انسان۔ تو نے اپنے سروپ کو نہ پہچانا۔ اور تو کرتو نہ بنا۔
اب تیرے کیے کرم تیرے پیش آ رہے ہیں۔ کرم پر زور دینے کے لیے
ہی یہ تبدیلی کی گئی ہے۔ مطلب میں کوئی فرق نہیں آیا۔ ہاں۔ یہ بات
صاف ہے۔ کہ وید منتر میں کمزوری کی یاد دلانے پر زیادہ زور ہے ؛

جیو آتما کو क्रतो کہنے کا خاص مطلب ہے۔ کرتو کا ایک
ارتھ کرم کرنیوالا ہے۔ ویدک اصطلاح میں کرم کے معنے نیک کرم
ہوتے ہیں۔ یہ ہم پہلے بتلا چکے ہیں۔ اس واسطے وید جیو کو یاد دلاتا
ہے۔ اے نیک اعمال والے۔ تو اوم کو یاد کر۔ موت کے وقت تو بد
اعمال والے کو اپنی کرتوتیں یاد آ رہی ہیں۔ اس کو کہاں فرصت۔ کہ
وہ اوم کو سمرن کرے۔ دوسرا اشارہ زیادہ باریک ہے۔ اس میں کچھ
طعنہ سا ہے۔ اے تو کرتو تھا۔ تجھے بھگوان نے یہ جسم یگیہ نیک
اعمال کرنے کے لیے دیا تھا۔ وید میں مذکور ہے इदन्ते यज्ञिया तनूः
یہ تیرا جسم یگیہ کرنے کے لیے ہے۔ تو نے اس سے کیا کر ڈالا۔ اب
نتیجہ بھگت۔ اب یاد کر تو نے کیا کیا کام کیے۔ کرم کا پھل تو بھوگنا
ہی پڑتا ہے۔ اس سے بچنے کا تو کوئی ذریعہ نہیں ؛

جب اپنی بے بسی نا طاقتی اور نتیجہ کا گیان ہو گیا اور یہ بھی یقین ہو گیا۔ کہ
سوائے پرماتما کے اور کوئی سہارا نہیں جس کی مدد سے چھٹکارا مل سکے۔ تو پھر

پرماتما کی شرن میں جانا پڑتا ہے۔ اس کا آتم وقیا یا آتم سمرپن کہتے ہیں۔ وہ کس طرح اور کن الفاظ میں کرنا چاہیئے۔ اس کے لئے بھگوان نے اس کے منتر میں خود ہی اُپدیش کیا ہے:-

پرارتھنا پُوروک آتم سمرپن

अग्ने नय सुपथा राये अस्मान् विश्वानि देव वयुनानि विद्वान्।
युयोध्यस्मज्जुहुराणमेनो भूयिष्ठां ते नमउक्तिं विधेम ॥१६॥

شبدارتھ:- اے अग्ने نور علیٰ النور अस्मान्
ہم کو राये ایشوریہ اور نجات کیلئے सुपथा نیک راستے سے
नय لے چل۔ اے देव عالم کل۔ تو ہمارے विश्वानि
تمام वयुनानि وچاروں اور آچرنوں کو۔ خیالات اور افعال کو
विद्वान् جانتا ہے۔ لہذا अस्मत् ہم سے जुहुराणम्
کُٹلتا۔ ٹیڑھی چالوں والے एनः پاپ کو۔ گناہ کو۔ فعل بد کو
युयोधि جدا کر۔ دور کر۔ ہم ते تجھے भूयिष्ठाम्
بہت بڑی नमः उक्तिम् نمسکار اُکتی विधेम کرتے رہیں۔

انسان کو اپنی بے بسی کا جب علم ہوتا ہے۔ تو وہ اپنے سہارے کے لئے کسی طاقت ور کی تلاش کرتا ہے۔ جیو کو اپنی کم ظرفی۔ کم علمی۔ کم طاقتی کا زبردست احساس ہوا۔ اس نے دُنیا کی تمام اشیاء کو بھی دیکھ لیا۔ کہ آخرت کے وقت کوئی بھی اس کا ساتھ نہیں دے سکتی۔ اس مشکل میں کوئی بھی اس کی امداد نہیں کر سکتا۔ اوّل تو کوئی اس کی مدد کرنا چاہتا نہیں۔ اگر بالفرض محال کوئی مدد کے لئے تیار ہو بھی

جائے۔ تو اس کی یہ آمادگی بے معنی اور بے کار ہے۔ موت کے پنجے سے کون رہائی دلا سکتا ہے۔ اس بے بسی اور بیکسی کی حالت میں اسے ایک نیا احساس ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ جتنے بھی اس سے گناہ سرزد ہوئے۔ جتنے بھی اس سے پاپ ہوئے۔ جتنی بھی بھولیں اور خطائیں اس نے کیں۔ ان سب کا سبب اس کی بے بسی اور بے علمی تھی۔ اس احساس کے ہوتے ہوئے اس کے اندر زبردست جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ وہ کوئی ایسا ساتھی ڈھونڈے۔ جو اسے کبھی بھی نہ چھوڑے۔ آخر کو اسے سرو شکتیمان بھگوان کا سہارا ملتا ہے۔ اور وہ بھگوان سے کہتا ہے۔ پربھو۔ میں تو نہیں چلتا۔ میں اگیانی ہوں۔ کیا معلوم میں غلط راستے پر ہی چل پڑوں۔ اور ٹھوکر کھاؤں۔ اور تیری نظر میں عتاب کا سزاوار گردانا جاؤں۔ اس لئے اے پرکاشکوں کے پرکاشک۔ اے سب کو نور سے منور کرنے والے اے سب کو مشعل ہدایت دینے والے۔ تو ہی مجھے لے چل۔ تو جس راستے سے لے چلیگا۔ وہ بلاشبہ نیک ہوگا۔ وہ صراط مستقیم ہوگی۔ تیرے پیارے تیرے بھگت اسی پر چلتے ہیں۔ ما آلئے تمستا دے لے چل۔ اسی راہ سے لے چل۔ میں دُنیا سے تنگ آگیا ہوں۔ دن رات۔ مادہ اور مادی طاقتوں کے ساتھ جنگ کرنے سے تنگ پڑ گیا ہوں۔ میں اب اس سے نجات چاہتا ہوں۔ نجات سے نجات دینا۔ ا پربھو۔ مجھے نجات دے۔ مجھے نجات کی راہ پر چلا۔ مجھے ناچیز کو راستہ دکھا۔

پربھو! تو مجھ سے زاد راہ پوچھتا ہے۔ تو جاننا چاہتا ہے۔ کہ میں سفر کے لئے کونسا توشہ لایا ہوں؟ پربھو۔ مجھ سے کیوں پوچھتے ہو۔ تم تو سب کے اندر باہر سبھی کو جانتے ہو۔ تم سے کیا چھپا ہے۔ یہ تو ہے۔ کہ مجھ سے میرا بہت کچھ چھپا ہے۔ لیکن تجھ سے تو کچھ بھی نہیں چھپا۔ تجھ پر سبھی آشکارہ ہیں۔ اس واسطے اے رحمن۔ تو ہی بتا۔ میری کیا خطا ہے۔ مجھے تو اپنے عیوب نظر

ہی نہیں آتے۔ میں تو اپنی نیکیوں کی گنتی میں رہتا ہوں۔ پربھو کیا کہتے
ہو۔ یہ میری کٹلتا ہے۔ چالاکی ہے۔ کجی ہے۔ تو پربھو اسے دُور کر۔
پرے ہٹا۔ اس عیب سے مجھے پاک کر۔ سب گناہوں میں کجی رہتی ہے۔ ٹھیک
ہے مالک ٹھیک۔ دُور کر۔ میں کمزور ہوں؟ پربھو درست ہے۔ تو نے مجھے
ہر وقت ہدایت دی۔ جب جب میں گناہ کا ارتکاب کرنے لگا۔ مالک۔ میری
عقل پر پردہ پڑا تھا۔ تیری ہدایت۔ تیری وارننگ۔ تیرا انتباہ سُنا
ان سُنا کر دیا۔ اس کا نتیجہ بھوگنے کو تیار ہوں۔ جسطرح بھی ہو۔ مجھ میں
پاکیزگی آئے۔ بدی سے میں باز آؤں۔ لیکن بدی سے بھی تم ہی بچاؤ گے
اس واسطے دیالو۔ کرپالو۔ بچاؤ بچاؤ پاپ سے بچاؤ۔ گناہ سے چھڑاؤ۔
گناہ کی سڑک سے ہٹاؤ۔ میں جھک جھک کر تجھے پرنام کرتا ہوں۔ پربھو
ہمیشہ ایسا کرتا ہوں۔ اس طرح سے بھولے اپنے بچاؤ کے لئے اپنی حفاظت
کے لئے اپنے آپ کو پرماتما کے حوالے کر دیا ہے۔ اسے آتم سمرپن کہتے ہیں۔
یہ کام ہے بہت مشکل۔ خودی کو مارے بغیر۔ خود فراموشی کی لگاتار مشق کے بغیر
آتم سمرپن ناممکن ہے۔ اس واسطے سادھک کو چاہیئے۔ کہ وہ ہمیشہ پرماتما
کی اُستتی۔ پرارتھنا کرتا رہے۔ اس میں کبھی ناغہ نہ آنے دے۔ وچار سے
اُستتی پرارتھنا کرتے ہوئے اس میں آتم سمرپن کا بھاؤ پیدا ہو جائے گا۔
اس کے بعد۔ جو احساس اسے ہو گا۔ وہ اگلے منتر میں یاد کر رہے ہے۔ قرآن شریف
کی سورۃ فاتحہ اسی منتر کی تشریح ہے۔ دیکھئے قرآن شریف کی وہ سورت
اس پرکار ہے :-

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اِیَّاکَ
نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ
عَلَیْہِمْ۔ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ۔

اس میں سات آیتیں ہیں۔ ترجمہ اس کا اسطرح ہے "سب طرح کی تعریف

خدا ہی کو ہے۔ بڑا مہربان نہایت رحم والا۔ انصاف کے دن کا حاکم
ہم تیری ہی عبادت کرتے اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہم کو سیدھے
رستے چلا۔ ان لوگوں کے رستے جن پر تو اپنا فضل و کرم کرتا رہا۔ نہ ان
کے جن پر غصے ہوتا رہا۔ اور نہ گمراہوں کے“
غور کریں۔ تو منتر کی تشریح ہے۔ منتر یہ ہے:۔

अग्ने नय सुपथा राये अस्मान्

اے نور علے النور ہمیں نجات کے لئے سیدھے رستے پر چلا۔ قرآن
شریف میں ہے ”اِھدِنَا الصِّرَاطَ المُستَقِیمَ صِرَاطَ الَّذِینَ اَنعَمتَ عَلَیھِم غَیرِ المَغضُوبِ
عَلَیھِم وَلَا الضَّالِّینَ“
ہم کو سیدھے رستے پر چلا۔ ان لوگوں کے رستے پر جن پر تو اپنا فضل و
کرم کرتا رہا۔ نہ ان کے جن پر غصہ ہوتا اور نہ گمراہوں کے۔ ان لوگوں کے
راستے پر [illegible] گمراہوں [illegible] سیدھے رستے کی [illegible] ہے۔ تو یہ
تین آیتیں وید منتر کے پہلے چرن کا ترجمہ ہیں۔ منتر یہ ہے:۔

विश्वानि देव वयुनानि विद्वान्

اے عالم کل تو سب
سب عبادت اور فعل کو جانتا ہے۔ قرآن شریف میں خدا [illegible] مالک
یوم الدین“ انصاف کے دن کا حاکم۔ اور انصاف کے دن کا حاکم [illegible]
تبھی بن سکتا ہے جب وہ جانتا ہو [illegible] فعلوں کو جانتا ہو۔
وید میں کہا ہے:۔

युयोध्यस्मज्जुहुराणमेनः

ہم سے [illegible] دور کر
چالوں والے پاپ کو [illegible] قرآن میں آتا ہے ”غَیرِ المَغضُوبِ عَلَیھِم
وَلَا الضَّالِّینَ“ نہ ان کے جن پر غصے ہوتا رہا [illegible]
میں اتنا چھڑا [illegible] قرآن [illegible]
خواہش ہے۔

وید میں آیا ہے:۔

भूयिष्ठान्ते नम उक्तिं विधेम بہت بہت نمسکار وچن تجھے کہتے ہیں۔ قرآن میں اس کے لئے آیا ہے۔ اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِین۔ اور وَاِیَّاکَ نَعبُدُ وَاِیَّاکَ نَستَعِین۔ سب طرح کی تعریف خدا ہی کو ہے۔ اور ہم تیری ہی عبادت کرتے اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ ان دونو میں کوئی بھید نہیں۔ وید میں یہاں پرمیشور کو अग्ने کہا جس کے معنے ہوتے ہیں۔ نور علے النور پرکاشک۔ راہ دکھانیوالا۔ آگے لے چلنے والا۔ چونکہ پرماتما سے نیک راہ چلانے کی درخواست ہے۔ اس واسطے اسے اگنی نام سے یاد کرنا نہایت موزون ہے۔ دوسرا نام پرمیشور کا یہاں دیو ہے۔ دیو کے معنے سروگیہ۔ عالم کُل ہوتے ہیں۔ دلوں کا حال جاننے والا علیم کُل ہوتا ہی ہے۔ اس واسطے ایسے موقعہ پر پرمیشور کو علیم کُل۔ سروگیہ دیو نام سے یاد کرنا نہایت مناسب و بامحل ہے۔ قرآن میں پرمیشور کو رحمان اور رحیم کہہ کر ان سے مانورحم کی التجا کی ہے۔

اس طرح غور کریں۔ تو قرآن کی یہ سورۃ فاتحہ (بھومکا) یجر وید کے چالیسویں ادھیائے کے اس سولھویں منتر کی تشریح ہے۔ اور یہ ساری دنیا جانتی اور مانتی ہے۔ کہ تاریخی لحاظ سے وید دُنیا کا قدیم ترین صحیفہ ہے۔ اور اہل اسلام کو بھی قبول ہے۔ کہ وید بھی کلام الہیٰ ہے۔ تو کیوں نہ سب سے۔ اس سب سے قدیم۔ ہر طرح کی تحریف و تصرف سے مبّرا۔ معرفت کا صحیح اور درست علم دینے والے صحیفہ وید مقدس کو قبول کریں؛

آتم سمرپن نہ صرف رُوحانی منازل میں لازمی ہے۔ بلکہ دُنیاوی کاروبار میں بھی اس کی اشد ضرورت ہوا کرتی ہے۔ دُنیا کا کام کرتے ہوئے اگر اس میں پوری تندہی اور دلی لگن سے کام نہ لیا جائے۔ تو اس میں کامیابی محال ہو جاتی ہے

اسی طرح روحانیت میں جبتک اپنا خیال رہتا ہے۔ تب تک پرماتما کی طرف
دھیان جا ہی نہیں سکتا۔ دھیان من کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ اور من ایک وقت
میں صرف ایک ہی بات کا دھیان کر سکتا ہے۔ جب من خودی کے یا دنیا کے خیال
میں غلطان ہے۔ تو بھگوان کا دھیان وہ کیسے کر سکتا ہے۔ اس سادھنا کو مدنظر
رکھکر دیا نے "آتم سمرپن" کی تلقین کی ہے۔

آتم سمرپن کا پھل۔ برہم ساکشات کار

हिरण्मयेन पात्रेण सत्यस्यापिहितं मुखम्।
यो सावादित्ये पुरुषः सोऽसावहम्। ओ३म् खं ब्रह्म॥१७॥

شبدارتھ हिरण्मयेन چمکدار पात्रेण پاتر سے
ڈھکنے سے सत्यस्य ستیہ کا मुखम् مکھ - منہ
अपिहितम् ڈھکا ہوا ہے यः جو असौ وہ
आदित्ये پرکرتی کے پتر - دنیا میں पुरुषः پورش پورن پرماتما
ہے۔ सः وہ अहम् مجھ میں ہے۔ اور सः اس असौ
اس پرماتما میں अहम् میں ہوں۔ اس پرماتما کا نام ओ३म्
اوم ہے۔ وہ खम् اکاش کی طرح سرودیاپک۔ ہر جگہ موجود اور
ब्रह्म برہم سب سے بڑا ہے۔ بزرگ ہے۔

سادھک محسوس کرتا ہے۔ کہ پرماتما کا جلال اتنا ہے۔ کہ ساری دنیا بلکہ اس
دنیا کا کارن سوکشم پرکرتی اور جیو اس پرکاش کے بھنڈار۔ اس تیجومئے پربھو
سے ڈھکے ہوئے ہیں۔ بھگوان کا تیج ان سب پر چھا رہا ہے۔ جسطرح سورج
کی روشنی کے سامنے چاند۔ تارے ستارے۔ سیارے سبھی ماند پڑ جاتے ہیں
دن کے وقت دکھائی نہیں دیتے۔ ٹھیک اسی طرح جب سادھک کے
آتما سے سب پرکار کے دوش دور ہو جاتے ہیں۔ خودی کا پردہ ہٹ جاتا

ہے۔ تو اس کے آتما میں پرماتما کے جلال کا اظہار اس طرح ہوتا ہے۔
مانو سورج نصف النہار پر ہو۔ پھر سادھک اس تیج کو ہی دیکھتا ہے۔
برہم تیج اس کی نظروں سے پرکرتی کو اوجھل کر دیتا ہے۔ اتنا ہی نہیں
جب وہ اس تیج، شانتی دینے والے نور سے مسرور ہونے لگتا ہے۔ تو
وہ انوبھو کرتا ہے۔ یہ پرماتما جو اس تمام دنیا جہان میں سمایا ہے۔ میرے اندر
بھی ہے۔ اور میں اس کے اندر ہوں۔ یعنی بھگوان میرے اندر اور باہر دیاپک
ہے۔

شروع میں ईशावास्यमिदम् کہا تھا۔ خاتمہ پر यो ऽसा...ऽहम्
کہہ کر اس کی تائید کر دی۔ شروع میں موت کے تسلط کے سبب اس کو عالم کے
روپ میں دیکھا تھا۔ انت میں سادھنا کے بل سے اُسے اپنے اندر رما ہوا محسوس
کر کے اسے اپنا آپ ماننے لگتا ہے۔ آنند مست ہو کر کہتا ہے: وہ دنیا میں دیاپک،
وہ میرے اندر باہر رم رہا بھگوان ओ३म् ہے۔ وہ ہر جگہ موجود ہے۔ وہ
سب سے بڑا ہے۔

کئی لوگوں کو اس منتر میں اَدویت واد کی بو آتی ہے۔ یہ ان کی بھول ہے
اگر اس منتر میں اَدویت واد کا اُپدیش ہوتا۔ تو منتر کا آخری کھنڈ اس طرح ہوتا۔
अहं खम्ब्रह्म میں آکاش کی طرح دیاپک آور برہم ہوں۔ لیکن وید
میں ओ३म् खम्ब्रह्म ہے اس واسطے منتر میں اَدویت واد کی تلاش کرنا سراسر
بھول ہے۔ وستار سے ہم نے اس پر آتم اُپنشد کے بھاشا بھاشیہ میں لکھا ہے۔ اُپنشد
میں اس منتر کا نمبر پندرھواں ہے۔ اور وہاں اس کے دوسرے حصے کا پاٹھ بھی
اور طرح کا ہے۔ اور اس کے ساتھ ایک اور شلوک بطور تشریح کے ایزاد کیا
گیا ہے۔ اور وہ اس طرح ہے:۔

हिरण्मयेन पात्रेण सत्यस्यापि हितं मुखम् ।
तत्त्वं पूषन्नपावृणु सत्यधर्माय दृष्टये ॥

पूषन्नेकर्षे यम सूर्य प्राजापत्य व्यूह रश्मीन् समूह। तेजोयत्ते कल्याणतमं रूपं तत्ते पश्यामि यो ऽसावसौ पुरुषः सो ऽहमस्मि।

چمکیلے ڈھکنے سے سچائی کا منہ ڈھکا ہوا ہے۔ اے پشٹی دینے والے پروردگار۔ تو اس کو ستیہ دھرم یعنی حقیقت کے دیدار کے لئے ننگا کر۔ ہٹا دے۔ اے پروردگار! اے ایک ماتر سروگیہ! اے سب کو بس میں رکھنے والے۔ اے پرجا پتی کے آتما! اے دل کے مالک! کرنوں کو کھینچ لے۔ تیج کو اکٹھا کر دے۔ تیرا جو سب سے زیادہ سکھدائی روپ ہے۔ اس کو میں دیکھوں۔ جو یہ پرش ہے۔ وہ مجھ میں ہے اور میں اس میں ہوں ۔

اپنشد کار نے سمبھوتی، اور اسمبھوتی - مادہ اشیاء اور ان کی علت مادہ کی اپاسنا کے نتائج بیان کر کے یہ بتلانا چاہا ہے۔ کہ پرماتما اگرچہ سب جگہ موجود ہے لیکن اس پرکرتی کی چمک دمک سے جیو کی گیان چکشو چکا چوند ہو جاتی ہے۔ اور وہ اسے دیکھ نہیں پاتا۔ اپنے آپ کو ناطاقت پاتا ہے۔ اس واسطے بل داتا پشٹی داتا بھگوان سے پرارتھنا کرتا ہے۔ کہ میں تیرا دیدار بفیضان چاہتا ہوں۔ تو اس چمکیلے بھڑکیلے مادی پردہ کو ہٹا۔ اور مجھے اپنا روپ دکھا۔ مجھے حقیقت۔ سچائی کے درشن کرا ۔

اپنشد کار نے ایک شلوک اپنی طرف سے جو اپدیش دیا ہے۔ اس میں بھگوان سے پرارتھنا ہے۔ اس میں بھگوان کو بہت سی صفتوں اور ناموں سے یاد کیا گیا ہے۔ پہلے پوشا، بل داتا کہا گیا ہے۔ اسے ایک ماتر سروگیہ کہا گیا ہے۔ ہم بہت کچھ کچھ جانتے ہیں۔ لیکن سب کچھ تو کیول بھگوان جانتا ہے۔ ہم رشی بن سکتے ہیں۔ لیکن ایک رشی، اُدوتیہ رشی، اصل رشی تو وہی ہی ہے۔ ساری دنیا کو سلسلہ انتظام میں اس نے باندھ رکھا ہے۔ اس واسطے اس کو یم کہا گیا ہے۔ چونکہ وہ سروگیہ ہے۔ لہذا ساری سرشٹی کو پریرنا بھی وہی کر سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی وہ پرجا پتی کا آتما (سوریہ) ہے۔ اس واسطے وہ پرجا پتیہ

دیوں کا مالک - دلوں کا حال جاننے والا - انتریامی ہے - وہی اس پرکرتی کی چھپک دمک سے بچا سکتا ہے - اس واسطے اس سے التجا کی گئی ہے - میَں اس مادہ کے رُوپ سے پرے تیرا جو کلیان کاری رُوپ ہے - اسے دیکھنا چاہتا ہوں - اُسے دکھلا - جب مادے سے پرے اس کے رُوپ کو دیکھتا ہے - تو وہ کہہ اُٹھتا ہے - وہ مجھ میں ہے میَں اُس میں ہُوں ؛

کئی لوگوں کو یہاں بھی نوین ویدانت دکھائی دیا ہے - لیکن یہ ان کی کم فہمی پر دال کرتا ہے - اگر یہاں نوین ویدانت کا سدھانت ہوتا - تو یہ شلوک جو اپنشد کار نے اپنی طرف سے ایزاد کیا ہے - ہرگز ہرگز نہ ہوتا - کیونکہ اس میں بھگوان سے پرارتھنا ہے جس سے پرارتھنا کی جاتی ہے - اور جو پرارتھنا کرتا ہے ان دونوں کی ہستی ہمیشہ علیحدہ ہوتی ہے - اُپنشد کار نے تو ایک اور کمال کیا ہے - अग्ने नय پرارتھنا منتر کو سب سے انت میں رکھ کر اس بات پر زور دیا ہے - کہ یہ پرارتھنا کیا کرو - جب خود خدا ہونے کا یقین ہو چکا - تو پھر پرارتھنا کیسی ؟ اس واسطے اس منتر یا اُپنشد میں کہیں بھی نوین ویدانت یا اَدویت واد کی چرچا نہیں ہے -

وید کی خوبی دیکھئے - الیشور کی سرو دیاپکتا سے ادھیائے کو شروع کیا تھا - اور اسی پر ختم کیا ہے - ہمارے شاستروں کی اصطلاح میں اسے उपक्रम (اُپکرم) آغاز اور उपसंहार (اُپ سنہار) انجام کی ایکتا کہتے ہیں اور جس میں اس پرکار کی ایکتا ہو - وہ گرنتھ اچھا مانا جاتا ہے - اس کے ساتھ ایش اُپنشد کا ساتواں ادھی کرن اور ساتھ ہی ایش اپنشد (یجروید کا چالیسواں ادھیائے) بھی ختم ؛ اوم شم

تمت ـــــــــــــــــــــ بالخیر

(سوامی) ویدانند تیرتھ
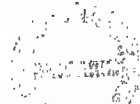
مصنّف کی تصانیف میں سے کچھ ایک

(۱) **وید امرت**۔ اس میں لگ بھگ بارہ سو منتروں کا ارتھ سہت سنگرہ ہے۔ ارتھ سرل بھاؤارتھ سہل اور عام فہم ہے۔ اس میں ایشور جیو پرکرتی۔ وید۔ پرارتھنا۔ سندھیا۔ سنسکار وغیرہ سینکڑوں مضامین پر وید منتر ارتھ سہت دیئے گئے ہیں۔ روزانہ سوادھیائے کے لئے بہت اُتم پستک ہے۔ قیمت اڑھائی روپے۔

(۲) **ویدک دھرم**۔ ویدک سدھانتوں کے پرمان منتروں کا ارتھ سہت سنگرہ۔ قیمت بارہ آنے۔

(۳) **وید پرویش**۔ پرتھم بھاگ۔ جو لوگ سنسکرت بھاشا نہیں جانتے۔ اور وید پڑھنا چاہتے ہیں۔ ان کے لئے یہ کتاب لکھی گئی ہے۔ کتاب نہایت آسان طریقے سے لکھی گئی ہے۔ بغیر گورو کی سہائتا کے پڑھی اور سمجھی جا سکتی ہے۔ گھنٹہ آدھ گھنٹہ روزانہ وقت دینے سے ایک سال میں یہ کتاب آسانی سے ختم کی جا سکتی ہے۔ کتاب نہایت عمدہ کاغذ پر چھاپی گئی ہے۔ چھپائی بھی اچھی ہے۔ قیمت ایک روپیہ۔

(۴) **یوگ اپنشد**۔ یجروید کے گیارہویں ادھیائے کے پہلے آٹھ منتروں کی ادھیاتمک ویاکھیا۔ ویاکھیا میں متعلقہ یوگ سوتر اور اپنشدوں کے وچن بھی ارتھ سہت دیئے گئے ہیں۔ کتاب میں چونکہ یوگ درشن کے حوالے بہت ہیں۔ لہٰذا پستک کے انت میں یوگ درشن کی سرل اور عام فہم ویاکھیا بھی ساتھ دیدی گئی ہے۔ قیمت بارہ آنے۔

(۵) **برہمودیہ اپنشد**۔ (پرشن اتر اپنشد) لیکھک نے ویدوں میں سے برہم ودیا کے متعلق سوکتوں کو چن کر ان کی ویاکھیا لکھی ہے۔ اس سلسلے کی یہ دوسری پستک ہے۔ یہ اپنشد یجروید کے تیئیسویں ادھیائے کے آخری اکیس منتروں کی ویاکھیا ہے۔ اس اپنشد میں بڑی خوبی یہ ہے کہ پہلے منتر میں سوال ہیں۔ اور اس کے اگلے میں ان کے جواب ہیں۔ ان سوالوں اور جوابوں کو خوب کھول کر سمجھایا گیا ہے۔ قیمت آٹھ آنے۔

(گیانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور میں باہتمام سوامی ویدانند تیرتھ پرنٹر و پبلشر چھپکر آریہ سماج۔ ڈنگہ۔ ضلع گجرات سے شائع ہوا)

لیکھک کے لکھے چند ٹریکٹ

(۱) راہِ نجات (اُردو) (۲) ایشور کی اُپاسنا کیوں اور کیسے کرنی چاہیئے (بھاشا)
(۳) دلِت اُدھار کے لئے آریہ سماج کا کام (اُردو) (۴) ہمارا نام آریہ ہے۔ (اُردو) (۵) آریہ سماج (اُردو) (۶) آریہ سماج کیا ہے (اُردو)
(۷) رِشی دیانند کے اُپکار (اُردو) (۸) ہمارا نام آریہ ہے ہندو نہیں (بھاشا) (۹) ویدک دھرم کی امتیازی خصوصیت (اردو)
(۱۰) شرادھ (اُردو) (۱۱) آریہ سماج اور سناتن دھرم۔
(۱۲) بانڑا اور پراکشت نشٹ ہے۔ (بھاشا)

ادھیاتم پرساد

لیکھک نے مہرشی دیانند کے ادھیاتمک اُپدیشوں میں سے کچھ ایک آریہ ماسک پتر میں شائع کرائے تھے۔ جگیاسوؤں کے بار بار کہنے پر ان کو کتابی شکل میں شائع کرایا ہے۔ جو ادھیاتم ودّیا سے پریم رکھتے ہیں۔ ان کے لیے یہ پُستک امول رتن ہے۔ روزانہ سوادھیائے کرنے کے لیے اچھی پُستک ہے۔ دو آنے کا ٹکٹ بھیجنے پر مُفت بھیجی جاتی ہے۔